تحفۂ جوہری

طبع زاد شاعر نازک خیال لالہ مکند لعل صاحب المتخلص بہ جوہری

ساکن قصبہ کاکوری ضلع لکھنو نائب مددگار مہتمم محکمہ بندوبست سرکار عالی

باہتمام

ابو الخیر محمد حبیب الرحمن قریشی مع برادران طبع شد

مطبع محبوب شاہی واقع حیدر آباد دکن

١٣٠٥ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلم کو حمد باری سے ملا ہے اوج طوبیٰ کا
لب جاں بخش پر مہر نبوت خال کو سمجھے
ہوا حسن بتاں ہمکو ذریعہ حق شناسی کا
جو تجھ پر مرتے ہیں وہ زندۂ جاوید ہوتے ہیں
صدف کے قطرہ ہائے مردہ ہی تنویر قدرت کے
تمہارے حسن میں ہم نور حق ہیں دیکھنے والے
مہ و خورشید و انجم سے کیا پر نور گھر اپنا
چھپایا خوشہ ہائے تاک کو پردہ میں گو لیکن
عبث پھرتا ہی گردوں میں نظر فکر کی جنت کی صورت

مری ہر بیت نے پایا ہی پایہ عرش اعلیٰ کا
ہوا اب مصطفیٰ کا عشق تھا پہلے جو عیسیٰ کا
لگایا ہمنے صنعت سے پتا صناع یکتا کا
ترا تو اک کرشمہ ہی جو تھا اعجاز عیسیٰ کا
جو آنکہیں ہیں تو دیکھو ہر قطرہ میں دریا کا
وہ چھوڑو لن ترانی بھول جاؤ عہد موسیٰ کا
زمیں کو ہی جاناں کا اوڑایا چرخ نے خاکا
نہ چھوڑا دختر رز کو کسی سنگیں نے جب تاکا
بنایا جام مے کا خاک سے میرے نہ اک خاکا

ملا تھا جو مرے موسیٰ کو کوہ طور کا سرمہ
نہ آیا جب نظر میں اونکے جلوہ روئے زیبا کا

کلمہ شب کو جو اُس رخ کی مقابل نظر آیا
ہر بزم میں وہ زینت محفل نظر آیا

ناقص مہ نو سے مہ کامل نظر آیا
ہی سب سے جدا سب میں وہ شامل نظر آیا

بے صبر و خرد کاہل و غافل نظر آیا
یہہ دل مرا ہر نقص مین کامل نظر آیا

موزون نہ ہوا مصرعہ قامت کے برابر
یہہ مصرعہ شمشاد تو مہمل نظر آیا

اکدم مین کیا قہر تری تیغ نگہہ نے
بچا ان کوئی زخمی کوئی بسمل نظر آیا

سب رنج و غم و ہر دیا دلکو خدا نے
صد شکر کہ وہ اسکے بھی قابل نظر آیا

ہوش و خرد و تاب و توان عشق سے بھاگے
ثابت قدم اس راہ مین اکدل نظر آیا

مجبور ہوئی نزع سے ہم مر کے کسی پر
آسان بھی اس عشق مین مشکل نظر آیا

اس عشق کے منزل مین ہوا سنگ رہ آخر
چلا سنگ نشان بر سر منزل نظر آیا

شمشیر نگہہ سے ہوا دل سینہ مین زخمی
قاتل ہی نظر آیا نہ بسمل نظر آیا

ہر ایک تعلق سے جو تھا جوہری آزاد
وہ عشق سے پابند سلاسل نظر آیا

دلکو الجھاتی رہی کاکل پیچان کیا کیا
رات دیکھا کئے ہم خواب پریشان کیا کیا

ناگنی زلف کے ماری ہین مسلمان کیا کیا
کافر عشق ہنے صاحب ایمان کیا کیا

مر گئے لیکے گئے سینہ مین ارمان کیا کیا
حسرتو نسی ہی بھری گور غریبان کیا کیا

خاک مین حیف ملی حشمت شاہان کیا کیا
اہل سامان ہوئی ہنگامے سر و سامان کیا کیا

آج گہر مین مرے آئے ہین سخندان کیا کیا
ناتوان مور کے ملتا ہین سلیمان کیا کیا

ابر ہو باغ ہو پریان ہو پری شیشہ مین ہے
دیکھو ہین اس دل دیوانے کو ارمان کیا کیا

بیحساب اپنی گنہ ہین تو نہین ہم حساب
کوئی دیکھیگا مرے دفتر عصیان کیا کیا

کیون عبث مین نوح کی طوفان کو کہانی سمجھون
مجھکو دکھلائے ہین ان آنکھون نے طوفان کیا کیا

آبلے پانون پڑے دشت سے آنے نہ دیا
اولجھی دامن سے مری خار مغیلان کیا کیا

ای خزان تونے یہہ کیون کہوئی بہار گلشن
چہچہے کرتے تھے یہان مرغ خوش الحان کیا کیا

لے لیا بوسہ خطا کی کر دو تقصیر معاف
بخش دیتا ہی خدا بندہ کی عصیان کیا کیا

شدت نزع گئی سر سے سبکدوش کیا
میری گردن پہ ہین اوس تیغ کی احسان کیا کیا

چاہ نخشب ہی نظر مین کبھی چاہ کنعان
کنوی جھکوا ہیگا یہہ خال زنخدان کیا کیا

حسن کب چھپتا ہی آخر سر بازار آیا
چاہ مین چھپ کی رہا یوسف کنعان کیا کیا

دام مین اونکے نہ یہہ طائر وحشی آیا
دلکو اولجھاتی رہی تار گریبان کیا کیا

دید سے وصل سے بھی کم نہ ہوئی دلکی تپش
درد بڑھتا گیا کرتی رہی درمان کیا کیا

دیکھکر اوسکے لب لعل پہ مستی کی دھڑی
ہوگیا غم سے سیہ لعل بدخشان کیا کیا

حور و غلمان و پری ہین وہ کہان ناز و ادا
دلربا ہوتی ہین یہہ حضرت انسان کیا کیا

جوہری دیدہ تر کا جو اشارہ ہو جاے
ابر کا کام کرے گوشہ دامان کیا کیا

آج بے پردہ جو وہ مہر منور نکلا
پردۂ ابر مین چھپکر مہ انور نکلا

قامت یار قیامت سے بھی بڑھکر نکلا
چشم بد دور غضب فتنہ محشر نکلا

ظلم پر ظلم سہی اُف نہ نکالا منہ سے
دل جسے سمجھی تھے وہ سینہ مین پتھر نکلا

ہو سکیگا پھر نہ حساب اور گنہگارونکا
حشر مین میرے گناہونکا جو دفتر نکلا

خانۂ چشم ہوا اشک سے سیلاب مین غرق
گھر کو برباد کیا طفل یہہ ابتر نکلا

سبزہ آغاز ہوا حسن بڑہا عارض کا
خط یہہ نکلا ہے کہ آئینہ مین جوہر نکلا

وصف لعل لب شیرین کی بندہی ہین مضمون
شعر مین ذائقۂ قند مکرر نکلا

باعث کربت غربت ہین یہی دانہ و آب
آب و دانہ کے سبب سیب سے گوہر نکلا

تیری آمد سے ہوی بزم حسینان برہم
تارے چہپ جاتے ہین جب شمسۂ خاور نکلا

حال دل سنکے شب وصل مین وہ کہنے لگے
نیند کس طرح پڑیگی جو یہہ دفتر نکلا

بت کا بندہ ہوا کی پیر مغان کی بیعت
جوہری کعبہ سے کیا دل مین سمجھکر نکلا

قطعہ

بوسہ دینے مین نہ شرمائے گا
ایک دیجے گا تو دس پائے گا

اپنے عاشق کو نہ ترسائے گا
حشر مین حق سے جزا پائے گا

میرے رونے کی جہڑی دیکہہ تو لو
ہمین بارش مین کہان جائیگا

دل مین دفتر ہین شکایت کے بہرے
منہہ مرا آپ نہ کہلوائے گا

نظر آئیگا تمہارا ہم شکل
آئینہ دیکہہ کے شرمائے گا

ایک بوسے کے عوض مین دس لو
اس خفا ہونے سے کیا پائیگا

کوی یہہ حضرت ناصح سے کہو
مجھکو سمجھانے سے کیا پائیگا

یہہ تو سمجھو کہ نہ سمجھے جو کوی
آپ کیا پہر اوسے سمجھائیگا

کرتے ہین اوسنے جو بوسہ کا سوال
کہتے ہین جا سیے پہر آئیگا

باوفا ہمسا ملیگا نہ کوئی
ہم کہے دیتے ہین پچھتائیے گا

جوہری آنکھین ہین آہوے ختن
عشق مین اونکے خطا پائیے گا

ہوا اسقدر جو زور ضعف سے لاغر بدن اپنا
مناسب ہے کہ مور ناتوان ہو گورکن اپنا

رہی ملبوس دامان بیابان سے بدن اپنا
یہی ہے پیرہن اپنا یہی ہو پھر کفن اپنا

بنائین ہم صفیر کیا نشیمن کیا وطن اپنا
قفس بیت الحزن اپنا قفس ہی ہے چمن اپنا

دل و جان دین ایمان سبزہ خط نے کیا غارت
جسے ہم خضر سمجھے تھے ہوا وہ راہزن اپنا

عنایت ہوتی ہین بوسے ہمین رخسار کے لب کے
ہوا ہی زیر فرمان اب حلب اپنا یمن اپنا

اڑکین چھوڑ دو رفتار سے قتل کرتے ہو
خدا کے واسطے اب تو سنبھالو کچھ چلن اپنا

نگاہ لطف کی کسکو توقع چشم جادو سے
خطا ہی عین گر سمجھو نہ یہہ آہوی ختن اپنا

نشان موئی کمر کا ناف سے پایا تو کیا پایا
ہوا مین بھی گرہ کا باندھنا ہی یہہ سخن اپنا

رہے آباد میخانہ ہماری تو دعا یہہ ہے
بنائین دیر و کعبہ جا کے شیخ و برہمن اپنا

بہلتا ہے دل بیتاب اپنا جوہری کچھہ دم
نہین امید تحسین پر یہہ کچھہ شعر و سخن اپنا

حشر برپا نہ کرے یہہ دل نالان اپنا
لائے طوفان نہ کہین دیدۂ گریان اپنا

نہ سہی گر ہی نہین ایک گلستان اپنا
کوہسار اپنا ہی دشت اپنا بیابان اپنا

توبہ بھی بیٹھین ہو چھوڑا ہی جو رندی ہمسے
میکشی واعظ نافہم سے ایمان اپنا

لخت دل خون جگر کہاتا ہے گر غم کیا غم
یہہ بھی ہی ہجر مین دو روز کا مہمان اپنا

پیرہن کا ہی ہر ایک تار جنون سے نشتر
تنگ جامہ سے نہ کیون ہوتن عریان اپنا

باغبان مانع گلشن ہی تو کیا غم ہے مجھے
دیکہے بہلا سنے کر کیا کم ہے بیابان اپنا

عرش کی لے نہ خبر جسپہ فلکی بنیاد ہی کیا
دم مین آہون سے جلا دے دل سوزان اپنا

پہوٹ آتا ہی کوئی آبلہ پا صحرا مین
تر رکہا ہین سر ہر خار مغیلان اپنا

اُنس نے وحشیون کے وحشت آمد یدیا
خار صحرا سے غضب الجہا ہے دامان اپنا

باغ مین وحشت مین کہسار مین پہر پہر کے تہکا
جا کے بہلاؤن مین کہیا دل نادان اپنا

رد پروا اوس رخ روشن کی پہر آئی گہر دو
داغ عارض کا تو دہو دے مہ تابان اپنا

مرض عشق کے تشخیص مین سودا ہی آدہے
کہو عیسی سے کر سے پہلے تو درمان اپنا

اشک ریزان ہون کبھی گاہ لہو روتا ہون
لعل و گوہر سے بہرا رہتا ہی دامان اپنا

مصحف رخ ہی یہان آٹہ پہر زیر نظر
رکہیئے زاہد سے کہو طاق پہ قران اپنا

عشق نے اوس بت کافر کی غضب گہیرا ہی
جوہری اب تو خدا ہی ہی نگہبان اپنا

گر نہ اوسکے رخ انور سے مقابل ہوتا
نقش سے اپنی خجل کیون مہ کامل ہوتا

گر تری قامت موزون کے مقابل ہوتا
مصرعہ سرو چمن مصرعہ مہمل ہوتا

رنگ مین رندون کے گر شیخ بہی شامل ہوتا
بزم میخوارون مین وہ زینت محفل ہوتا

گر دم نزع میرے سامنے قاتل ہوتا
چہوٹنا جان کا مشکل سے نہ مشکل ہوتا

میرے کہنے مین جو اے جان مرا دل ہوتا
غمکدہ دل نہ جگر داغونکی منزل ہوتا

عشق سے قامت دلجو کے جو ہوتا اثر
پانون شمشاد کا گلشن مین نہ در گل ہوتا

دید لیلی کے لئے قیس کا تہا کون رقیب
مانع دید نہ گر پردۂ محمل ہوتا

شکل پروانہ جو ضبط غم الفت کرتے
شمع کا سوز عیان کیون سر محفل ہوتا

گر نظر پہیر کے پہر ہاتہ لگاتے جاتے
مبتلا نزع کی کربت مین نہ بسمل ہوتا

سخت جانی سے مجہے جان کا دینا تہا سہل
پر یہہ مشکل تہی کہ آسان بہی مشکل ہوتا

سلسلہ زلف مسلسل سے نہ ہوتا جو مجہے
شکل دیوانہ نہ پابند سلاسل ہوتا

باغ سے بارخ گلگون جو چلے آتے تم
خندۂ غنچۂ گل شور عنادل ہوتا

جوہری فکر سے خالی ہمین دنیا مین کوئی
ہم بہل کہتے جو بیفکر کوئی دل ہوتا

لایا نہ خط کا میرے اگر وہ نامہ بر جواب
دیتے ہین ہوش و تاب و توان سب ادہر جواب

پانی ہین آب سنگ ہین وہ رنگ سے نہ پان
دندان و لب کے کب ہین یہہ لعل و گہر جواب

دم بند ہوگا اوس دہن و رخ کی روبرو
کس منہہ سے دینگے غنچہ و گلہای تر جواب

گر وہ عدم سے آسکے یہہ بہی ہی کیا لامکان کم
ہی اوس دہان تنگ کا موی کمر جواب

ہم بوسہ مانگتے ہین وہ دیتی ہین گالیان
سایل کا ہی سوال دگر اور دگر جواب

یہان تو خدائی کرتے ہین خوف خدا نہین
روز سوال دینگے یہہ بت کیا مگر جواب

سختی پہ بہی نہ چہوٹے نرمی دل ہی
سنگ سوال کو ہی خنجر سے تر جواب

وہ چال و سج دہج ان کی کہان تجھمین پیر چرخ
مانا کہ عارضون کے ہین شمس و قمر جواب

پیری مین وہ فروغ خرد کب ہی جوہری
دیتی ہے نور مہ کو نمود سحر جواب

باغ سے ای باغبان کسجا پہ جائی عندلیب
ہو سکان صحن چمن گلشن ہی جائی عندلیب

گر وہان روی گلگون تکیہ پائی عندلیب
غنچہ و گل کو نہ اپنے منہہ لگائی عندلیب

حسن یہہ کیسا ہی کیا ہی عشق کچہہ کہلتا نہین
جامہ گل چاک ہی ثابت قبائی عندلیب

پہر وہی فصل خزان صیاد کا گہر او قفس
موسم گل مین تو گلچین ہی اور ای عندلیب

لیگیا صیاد کوئی دام مین کرکے اسیر
آج گلشن مین نہین آتی صدائی عندلیب

ہی کیا کہوئی خزانے صحن گلشن کے بہا
آشیان زاغ و زغن کی ہین بجای عندلیب

خار تو اغیار ہی ہین گل بہی کچہہ سنتے نہین
پہر سنیگا کون کہتی التجائی عندلیب

گل ہین خندان باغ مین گریان محبوس قفس
کیون نہ رونا آئی سن سن ہای ہای عندلیب

مر گیا ہون ان گلون کے رنگ و بو پر جوہری
پہول تربت پر مرے کہدو چڑہائی عندلیب

دام مین صیاد کے کیون ہو نہ نالان عندلیب
لیچلی گلشن سے کیا دلمین ارمان عندلیب

ان گلو نکے عشق پر لائی ہی ایمان عندلیب
برگ گل سمجہے نہ کیون اوراق قران عندلیب

پہول لا لا کر بنائی ہی گلستان عندلیب
رکہتی ہی تربت پہ میرے بار احسان عندلیب

ہم تو ساتون آسمان کو سمجہے ایک جزو کتاب
ختم کی تو نے نہ ایک سیر گلستان عندلیب

کیا سبق لیجائیگا شاگرد گر وہبی اوستاد کر
روبرو میرے ہو کس منہہ سے غزلخوان عندلیب

عشق کے غیرت اگر کچہہ ہی تو صحن باغ مین
دامن گلچین سے ہو دست وگریبان عندلیب

پہر کہان وہ اور کہان وہ نغمہ ہای جانفزا
فصل گل مین ہی فقط دو دن کی مہمان عندلیب

رحم کہانا چاہیے صیاد اوسکے حال پر
صحن گلشن مین ہی ایک مرغ خوش الحان عندلیب

عاشق و معشوق مین روز ازل سے کیا ہی ضد
گل ہی خندان صحن گلشن مین تو گریان عندلیب

غنچہ و گل مین دہان خندہ تبسم چہیڑ چہاڑ
یہان کہان پہر دام صد اندوہ و حرمان عندلیب

پہر خزان کے بعد ایکدن آخر آئیگی بہار
آشیان کو اپنی کیون کرتی ہی ویران عندلیب

کوی جانان جوہری صحن چمن کم ہین
مجمع عشاق یہان ہی جمع ہین وہان عندلیب

گلشن رضوان ہی ہمکو کوی دوست
نخل طوبی ہی قد دلجوی دوست

استخوان میری ترے منہہ کو ہما
ہین یہہ از بہر سگان کوی دوست

یہہ شرف رکھتے ہین کب طاق حرم
سجدہ گاہ دہر ہین ابروی دوست

ہی ہر ایک گل مین بر رنگ بو نہان
غنچہ و گل مین ہی رنگ و بوی دوست

کیون بہٹکتے پہرتے ہین دیر و حرم
منزلون ہی دور راہ کوی دوست

صبح مہر آیا نظر تعبیر مین
خواب مین دیکہا جو شب گیسوی دوست

برق کی جسنے نہ دیکھی ہو چمک
دیکہہ لے وہ جنبش ابروی دوست

ہیچکارہ ہین غزالان حرم
کیا ہی نسبت باسگان کوی دوست

یہان عدم سے آئے اب محشر سے چلے
ہی تلاش یار وجہ جستجوی دوست

ہی سراپا فتنۂ آشوب دھر
کیا قیامت ہی قد دلجوے دوست

باغ رضوان کی کرین کیون ہم ہوس
حور و غلمان ہین سگان کوے دوست

جوہری اپنا نہین کچھ اختیار
دل پہ اپنے اب ہوا قابوے دوست

دیر و کعبہ مین بھٹکتے ہین یہ کار عبث
کرتے ہین منزل آسان کو بھی دشوار عبث

زلف پر پیچ سے ہی اوسکو سروکار عبث
پیچ پر پیچ اوٹھاتا ہی دل زار عبث

حسن کو کرتے ہین رسوا سر بازار عبث
بنتے سودائی ہین یوسف کے خریدار عبث

کام جان ہین وہ غرض قند کہین یا کہ نبات
شاعرو تمکو لب شیرین پہ ہی تکرار عبث

پاؤن پھیلائے ہوئے چین سے مین سوتا تہا
کر دیا خواب عدم سے مجھے بیدار عبث

مار پر زہر سے کیا کم ہے خیال گیسو
اژدہا بنتی ہے فرقت کی شب تار عبث

کہہ تو دو وعدہ وفائی نکرو گے نہ سہی
کرکے انکار مجھے کرتے ہو بیزار عبث

ایک تو تیر نشانے پہ پہونچ جائیگا
ایکدم گذرے نہ دی آہ شرربار عبث

دل کا دینا کوئی دینا ہی کہ پایا ہی کوئی
مجھکو اصرار عبث آپکو انکار عبث

غم تو میرے ہی غذا رنج ہی قسمت کا لکھا
رنج و غم کا مرے غم کہاتے ہین غمخوار عبث

دل کے بہلانیکو کچھ کم نہین داغون کی بہار
جوہری جاتی ہو تم جانب گلزار عبث

زوروں پہ جوش عشق تہا جب تہی جواں مزاج
وہ دل کہاں کہاں وہ طبیعت کہاں مزاج

اتنا تو کوی کرتے نہین انس و جان مزاج
جو تھی فلک پہ آپ کا ہی مہرباں مزاج

ہین نور طور سے بھی سمجھے لن ترانیان
اللہ رے دماغ ترا الاماں مزاج

کہتا ہی لامکاں کبھی دکھلاتی ہی عدم
ملتا نہین کمر کا ترے کچھہ میاں مزاج

اکدن اسے گرائینگے دکھلا ہمین سجے زمین
اہل زمین سے کرتا ہی یہہ آسمان مزاج

جیتے تو کیا لحد پہ بھی آنے کی خو نہین
ہین مر گئے کر چکا ہون ہا تیرا امتحان مزاج

اوج و عروج حسن پہ بیجا ہی یہہ غرور
دیکھی زمین او ہون بڑے جو تھی آسمان مزاج

دم بھر کبھی شگفتہ ہی پر مردہ ہی کبھی
دکھلا رہا ہے رنگ بہار و خزان مزاج

یکسان ہین گرم و سرد و تر و خشک و ہر سب
ہی اپنی اعتدال پہ ہر دم ہمان مزاج

دل زلف کو دیا تو خیر ہے سر پہ اور بھی
یوسف کو ملکے کیون نہ کرے کاروان مزاج

پالا پڑا ہے ایک مہ گردون فراغ سے
کیا **جوہری** سے پوچھتے ہو مہرباں مزاج

دم اگر کچھہ ہو تو کہوے بلبل دلگیر چیخ
کہول سکتا ہے بھلا کب طائر تصویر چیخ

یہہ خوش الحانی کریگی تجھکو ای بلبل اسیر
ایکدن ڈالیگی پانون مین تیری زنجیر چیخ

چھپے کیا آب و دانہ سے بھی ہین محروم ہم
دی ہی تونے کس لیے ای مالک تقدیر چیخ

ضبط غم اللہ و اکبر مشت پر کا دیکھنا
بن گئے تصویر کیصورت دم تکبیر چیخ

بن گئے بلبل چاہتی ہی گل کرے اندھیر ہی
شمع کے منہہ پر ہر اکدم رکھتی ہی گلگیر چیخ

جوہری مضمون اعلیٰ اوسمین کیونکر آسکین
جس زمین مین ہو ردیف پوچ و بے توقیر ہیچ

کہہ سکے اوس مسیح کو لاؤ کسی طرح
پانون کی اپنی مہندی چھپاؤ کسی طرح
مستی لبون پہ اپنے جماؤ کسی طرح
دل جل رہا ہے جان پہ بھی آنچ آ نہ جائے
کہدو کہ صور پھونکین قیامت کرین بپا
کیونکر قرار آئے قیامت کا دن ہی دور
آسان ہین وہ تو نزع کے صدمے اوٹھائین ہم
دہوکے ہے شبکو قصہ کہانی کے طور پر

مین مر رہا ہون مجھکو جلاؤ کسی طرح
یہہ عذر لنگ ست اپنا مٹاؤ کسی طرح
آتش کو زیر دود چھپاؤ کسی طرح
بیٹھہ ہب لگی ہی آگ بجھاؤ کسی طرح
مین سو گیا ہون مجھکو جگاؤ کسی طرح
وعدہ کو اپنے کچھہ تو گھٹاؤ کسی طرح
احباب یہہ خبر تو سناؤ کسی طرح
احوال میرا اونکو سناؤ کسی طرح

ای جوہری جو جان کی تم چاہتے ہو خیر
ان دلبرون سے دل نہ لگاؤ کسی طرح

دلربا حورین ہین کب اوس شوخ پرفن کیطرح
خط ہوا غارتگری مین میرے دشمن کیطرح
کیون نہ سحر ای محبت مین جلو غیر سے لب
کر دیا ہی لاغری نے اسقدر نازک مزاج
یا الٰہی یہہ مرا دل ہی کہ ہی کوئی طلسم

وہ کہان پایا مین اوداکا طرز جیتون کیطرح
لوٹتا ہی خضر مجکہ پا سے رہزن کیطرح
خار ہستے اولجھی گریبان جیب کے دامن کیطرح
تار بستر چبھتے ہین پہلو مین سوزن کیطرح
موم سان ہو گیا گم ہی سخت آہن کیطرح

زاہد کو کوئی صنم ہی آج کیا پیش امام
دہوم اذان کی ہی جو ناقوس برہمن کیطرح

نالہ و افغان کے مضمون کہہ رہی ہین بلبلین
ہی غزلخوانی مین اونکی میری شیون کیطرح

بغض و کینہ دور دل سے کر کے دیکہین تو وہ بت
حضرت زاہد کرین سجدے برہمن کیطرح

جب سے غرفہ مین نظر آیا ہی وہ پردہ نشین
چشم کو حیرت ہی دیوار و نکی روزن کیطرح

آگ لگجاے اس ایسی گہر مین جاکے بہار مین
دل رہے سینہ مین کیا جلتا ہی گلخن کیطرح

کیون نہ یاران جہان کو جوہری سمجہون عدو
دوست کرتے ہین جفا و ظلم دشمن کیطرح

نہ کچہہ شوخی مین کم تہے دست و پا شوخ
حنا نے اور بہی اونکو کیا شوخ

مجسم شوخیون سے ہی مرا شوخ
نگاہ و غمزہ و ناز و ادا شوخ

اوٹہایا میری خونریزی کا بیڑا
ہوے لب پان کہا کر اونکے کیا شوخ

ہنسی پہولون سے غنچون سے تبسم
چمن مین ہو چلی ہی اب صبا شوخ

ہوے مشہور معشوقون مین اب تم
جفا پرداز و قاتل دلربا شوخ

ہو ہاتہون مین ملکر اونکے بوسے
حنا کا رنگ بہی ہوتا ہی کیا شوخ

چمن مین اپنا جی بہلائین کیا ہم
شرارت غنچہ و گل مین صبا شوخ

کیا کرتا ہے خون بے گناہان
ہوا ہے کچہہ بہت رنگ حنا شوخ

نئے سر سے ہوا عشق کہن یاد
ملا کیا جوہری کو ئی نیا شوخ

نہ وہ گل ہے نہ وہ بلبل نہ صبا میرے بعد
اے چمن کیا یہ ترا حال ہوا میرے بعد

میری تربت پہ چمن سے کے ہی ہوا میرے بعد
پھول لالا کے چڑھاتی ہی صبا میرے بعد

کسی پامال کا پھر خون نہ ہوا میرے بعد
رنگ خون ہاتھو مین لائے نہ حنا میرے بعد

کس سے جانبازی کے حق ہو سکے ادا میرے بعد
کس پہ کھینچو گے یہ شمشیر ادا میرے بعد

مین تو بموت ہوا صدمۂ غم سے بیجان
ڈھونڈھتی پھرتی ہی کیون مجھکو قضا میرے بعد

قیس کے بعد تو جنگل کو سنبھالا مینے
وحشیو کا کوئی مونس نہ رہا میرے بعد

اپنے سینہ سے کبھی آپ ہی محرم نہ ہوے
غیر اب کھولتے ہین بند قبا میرے بعد

سر پہ چڑھتے نہ تھے پھر یہ نہ بل کھاتے اچھے
اب تو کھل کھیلی ہے وہ زلف رسا میرے بعد

میرے مرتے ہی وہ سب ناز و ادا بھول گئے
اب کسی پر نہ ستم ہی نہ جفا میرے بعد

میرے ہی دم سے بنا ہی یہ چمن باغ و بہار
خاک اوڑا دیگی یہان باد صبا میرے بعد

حوصلے ظلم و ستم کے کوئی باقی نہ رہین
پھر ملیگا نہ کوئی اہل وفا میرے بعد

انتظاری مین تو اب نزع کی حالت پہونچی
دیکھنے کو مرے آئین گے وہ کیا میرے بعد

ذبح مین ہون تمھین ہو عید مگر شکل ہلال
ہوگی کج مہری مین انگشت نما میرے بعد

جوہری رہتے تھے بستر پہ گلون کے انبار
ایک بھی پھول نہ تربت پہ چڑھا میرے بعد

ہر ایک بات ہی لب شیرین کی کیا لذیذ
قند و نبات مین نہین ایسا مزا لذیذ

ہو صبر تلخ کام مصیبت کو کیا لذیذ
اکثر مریض چاہتے ہین ہو دوا لذیذ

سیب ذقن ہے لب ہے دہن ہے کلام ہے
ہی خوان نعمتون کا وہ سر تا بپا لذیذ

ادن دو لبونکی بوسہ کی جسکو لگی ہو چاٹ
اوسکی زبان پہ قند مکرر ہو کیا لذیذ

طالب ہے تیرے سخن کے ہین دشنام سے بھی خوش
لگتی ہی جیسے بھوک مین ہر ایک غذا لذیذ

بوسہ لیا جو مین نے تو دین گالیان مجھے
تھا ایک مزہ زبان پہ ملا دوسرا لذیذ

شیرین تو کیا یہہ یوسف مصری مین تھی نہ بات
شیرین ہر ایک بات ہی ہر ایک ادا لذیذ

پہلے نہ ہجر ہو تو نہین وصل مین مزہ
تلخی کے بعد آتی ہی خوش کیا غذا لذیذ

ہین ہجر و وصل نخل محبت کی دو ثمر
اک ناگوار ذایقہ ہے دوسرا لذیذ

شیرین و تلخ و زہر سبھی ہین زبان پر
گر پوچھئے مزے کی تو ہی اشتہا لذیذ

شیرین ثمر ہی نخل مصیبت مین صبر بھی
گر ابتدا ہی تلخ مگر انتہا لذیذ

شیرین لبون سے شیر و شکر جو ہوئی نہ ہو
آخر ہی تلخ پہلے ہی اسکا مزا لذیذ

مرے تھے تم پہ کب قاتل سمجھکر
دیا تھا دل نہ سنگین دل سمجھکر

نہ کر بیداد سنگ و گل سمجھکر
ستمگر درد و غم دے دل سمجھکر

جفا و ظلم کی قابل سمجھکر
ستا وے یہی متحمل سمجھکر

دیا دل رخ پہ کب وہ تل سمجھکر
گیا یہ دل کسیکا دل سمجھکر

بامید مسیحائی موا ہون
مسیحا تجھکو اے قاتل سمجھکر

نہ تھی کچھ دور راہ کوے جانان
مسافت ہوگئی منزل سمجھکر

نہ آنسو پھر رکیں گے صورت شمع / مجھے جو غیر و سر محفل ہے سمجھکر

نہ چھو جائے قدم وہ جای مہر کی / تڑپ اوس در پہ ای بسمل آ سمجھکر

سمجھتے عشق اگر آسان تو تھا سہل / ہوا مشکل وہ اب مشکل سمجھکر

نہ ہوں کوئی غریق بحر غم ہو / میں لپٹا موج سے ساحل سمجھکر

مثال باد و آتش ہو نہ سرکش / خمیر جسم آب و گل سمجھکر

سمجھتا ہے جسے ای جوہری دوست
عدو ہی جان سے ہے اوس سے مل سمجھکر

اور سب زیور وحشی مجھکو خوش آئی زنجیر / حضرت عشق نے بچپن سے پہنائی زنجیر

ایسی پابندی سے کب جوش جنون رکتا ہے / پھر ہوئی پانو کی جس روز سے پائی زنجیر

ہاے چھاتی پہ مرے سانپ نہ کیونکر لوٹیں / یاد آئی ترے سینہ پہ طلائی زنجیر

مردے اوٹھ بیٹھے ہیں کیون شور قیامت ہے بپا / کسی دیوانے نے پانون کی ہلائی زنجیر

گلے لگنے کے عوض طوق گلے میں ڈالا / زلف کی بو سے جو مانگے تو پہنائی زنجیر

خود ہی دیوانہ بنا دیکھ کے مجھکو حداد / ہتکڑی پانون میں ہاتھوں میں پہنائی زنجیر

لاغری نے مرے حداد کو تکلیف نہ دی / طوق گردن ہی سے خود پانو میں آئی زنجیر

جوہری بعد فنا بھی ہی وہی جوش جنون
جاے گل لوگون نے تربت پہ چڑہائی زنجیر

جگر اور دل سے بھی ہے جان عزیز / ہے عزیزوں سے یہہ مہمان عزیز

کیون کرین مشرب رندی ہم ترک
ہمکو بھی اپنا ہے ایمان عزیز

دوش پر لائے مجھے تربت تک
کر چلے ہای یہہ احسان عزیز

ہجر مین ہای یہہ حالت پہونچی
کرتے ہین دفن کا سامان عزیز

کیا ہین وحشی ہی ای دست جنون
جیب پیارا نہ گریبان عزیز

الفت زلف مین سودائی ہون
ہی پریشان کو پریشان عزیز

خندۂ زخم سے کیون مجکو نہ ہو
جان شیرین سے نمکدان عزیز

جوہری دیتے ہو دل دلبر کو
کیا تمہین اپنی نہین جان عزیز

اس نیمجان کے دلمین ہین کیا کیا نہان ہوس
نکلی نہ تجسے ایک بھی ای آسمان ہوس

لائی تھی ہمکو دید جہان سے یہان ہوس
دیکھا نہ کچھ بھی لیکے چلی پھر کہان ہوس

خواہش نہ خلد کی ہی نہ باغ جنان ہوس
ہی چشم دلکو دید رخ گلرخان ہوس

مر کر کرینگے یوسف مصری سے بھی نہ بات
ہی لعل شکرین سے ہمین کام جان ہوس

مجنون ہر ایک اہل خرد ہو لیے ہین یہ
اوس طفل کے تو رکھتے ہین پیر و جوان ہوس

ایمان و جان و دل سے کرین پہلے دشمنی
رکھتے ہین دید یار کے گر دوستان ہوس

حال اپنا جوہری کسی مذکور مین کہو
گر وقت شب وہ کوئی کرے داستان ہوس

کسطرح ہون جگر کی مگر اب رقم خراش
رکھتی ہی بیشمار زبان قلم خراش

ایک زخم دل سے رکھتے ہین کیا کیا نہ ہم خراش
ایکدم نہ اپنے دل کی گئی ہای تم خراش
یہان و بیان ہین شیخ و برہمن کا ہی فساد
کچھہ تو جگر کو چین ہو ناسور ہون یہہ زخم
ہی سیم و زر سے فیض و عناد دستہ غرور
ہوتے ہین زخم پا تو ہمین پڑ گئے آبلے

نالے جگر خراش ہین آہین ہین دم خراش
خون جگر سے رہتے ہین ذرات نم خراش
باہم کہان وہ رکھتی ہین دیر و حرم خراش
دستے لگے ہین درد اب دلکو غم خراش
دلستے دلو ہمین لڑتے ہین بالی و درم خراش
چہلتے ہین یہہ دیتی ہین اب اکقدم خراش

کیا دلمین جوہری کسی مژگان کی ہی خلش
زخم جگر یہہ کرتے ہین کیون دم بدم خراش

عجب کرتی ہے بنت العنب رقص
پہڑک اوٹہا ہے کہا کر تیغ کا پہل
تڑپتا ہے کوی بسمل ہے کوئی
دکھا تیغ دیکھو رقص بسمل
ہین بسمل ہون یہان وہان محفل عیش
چراغ غول سے ہی دشت روشن
تمہین بہی شیخ جی ہو وجد کا حال
عجب ڈہب کا ہی رقص پیر گردون

قیامت کچھہ ادائین ہین غضب رقص
تن بسمل کو کب ہی ہے سبب رقص
تری محفل مین قاتل ہے عجب رقص
تمہین بہاتے گا قاتل اور کب رقص
وہان رقص طرب یہان پر تعب رقص
بگولے کرتے ہین یہان روز و شب رقص
کرے محفل مین گر بنت العنب رقص
جوان و طفل کے دیکھے تو سب رقص

ہوا نی جوہری پیری مین بہو لو

تڑپتے اب ہین دیکھے جس نے تب رقص

مطلب نہ صبح سے ہی نہ کچھ شام سے غرض
ذرات زلف و روی دل آرام سے غرض

کیا دور چرخ و گردش ایام سے غرض
لیل و نہار دور می و جام سے غرض

دہان سیر از گریبان ہے وہ مہر دلمین جلوہ گر
اب کیا مجھی ہے نامہ و پیغام سے غرض

ایمان کی یہہ بات ہی ایمان ہو درست
مطلب کفر سے ہی نہ اسلام سے غرض

لینا تہا نیکے بہول گئی یہہ کیپ نہ یاد
کیا تمکو جانجان دل ناکام سے غرض

مین مدح خوان رہون وہ کہین ناسزا مجھے
لب پر دعا ہی دلکو ہی دشنام سے غرض

خواہش مجھے نہ گل کی نہ گلزار کی ہوس
ہی دلکو دید عارض گلفام سے غرض

کیون عشق کرکے مجھے ہو خواہش فنا
آغاز کو تو ہوتی ہے انجام سے غرض

اک جوہری مزہ ہے یہی دلمین درد ہو
کیا عاشقون کو راحت و آرام سے غرض

ایمان فدای افسر ہی دل مبتلای خط
کہتا ہون ہای زلف کبھی گاہ ہای خط

کیا تم سمجھتے ہو مرے مدعا سے خط
غم ابتدای خط ہی الم انتہای خط

عارض کا حسن جاتا نہ کیون جبکہ آئی خط
سرنامہ ہی مجکو کہلا مدعای خط

گر لے وہ ہاتھ مین تو نہ پہونچے سمای خط
ہو چاک چاک جوش طرب سے قبای خط

برباد دی اڑا عمر کی جو سینے خاک کہیل مین
لکھون اگر تو کاغذ بادی بنای خط

قاصد کی کیا ہوس ہی ہوای صبا ہی کیون
تحریر شوق وہ ہی کہ خود اڑکے جای خط

دیکھے سے نہ تو او سپیٹ کھلے حال غم مرا
قاصد کا کیا قصور نہیں کچھ خطا ہی خط

گم ہو نہ راہ میں نہ کہیں راہ بھول جائے
ہو نامہ بر کے حق میں دعا گیہ برای خط

اڑتے ہی اوڑتے کھیل میں بیچ طفل دیکھ لیے
قاصد اگر پتنگ بنا کر اڑا سے خط

پہچانتے ہیں اوڑتے ہوئے طائروں کو وہ
کیا بال و پر میں اپنے کبوتر چھپا ہے خط

سمجھا او سکو سمجھوں کہوں شاہ طائران
لایا پر و نہیں اپنے کبوتر ہمارے خط

دیتے ہیں حرف حرف پہ بس سنگے گالیان
کیا کوئی پڑھیگے اونکو ہمارا اُٹھا خط

لیکر پڑھا کہ چاک کیا ہے پڑھے ہوئے
اے جوہری کی صحبت سے سو ماجرای خط

رات بھر روتی ہے کیوں محفل میں شمع
درد و غم رکھتی ہے کچھ تو دل میں شمع

ایک دو گے یہاں وہاں پاؤ گے دو
دیکھ کے دیکھو بحر کی ساحل میں شمع

دیکھی بخشش میں دنیا میں شروع
رکھیو دو نو گھر کے یہ شامل میں شمع

تو فیض اپنی بخشش کیا ہے
ہے سوال زر کف سایل میں شمع

کر لیا روشن دیا جس نے دیا
ہو گئی بخشش گور کی منزل میں شمع

خانہ تن دیکھیے روشن ہو کب
تیغ براں ہو کف قاتل میں شمع

نور حق دیکھے گا تاریکی میں کب
ظلم کی کب ہو دل جاہل میں شمع

گر نہ ہے گریہ اشک ہوں کیونکر خشک
سوز غم رکھتی ہے آب گل میں شمع

راہ عقبیٰ مجھ پہ کیوں تاریک ہو

خانہ دلمین فروغ دین وایمان ہی چراغ

نہ چھوڑیگی دل وجان دلربا زلف
بلا ہین زہر ہین محشر ہین یہہ سب
نہ کچھ عقدہ کہلا موسے کمر کا
مگر سنبل سے اولجھا ہے اوسکو
قیامت کا ہے سنو آغاز و انجام
حقیقت دن کی پوچھی رخ دکہایا
ہر اک غنچہ ہے نافہ مشک چین کا
قیامت ہو تو ہو عارض دکہا دو
پریشان دل ہی بوسے مشک چین سے
چھپے ابرو جو گیسو رخ چھوڑ سے
زوڑ سے گر گیا ہے جلوہ طور
بڑہیگا زہر گر کالی ہوی سرخ

پڑی پیچھے ہی یہہ کالی بلا زلف
وہ قامت کیا وخط کیا اور وہ کیا زلف
کمر تک اوسکے پہنچی بار بار زلف
پریشان کر رہی ہے کیوں صبا زلف
وہ قامت ابتدا سے انتہا زلف
کہا ہین سے کہ شب کیا ہے کہا زلف
چمن ہین بندہ گئی تیری ہوا زلف
اوٹہا دی صنم نے پر خطا زلف
کہلی ہے آج کیا وہ مشک سا زلف
وہ ہین طاق حرم کالی ردا زلف
یہہ کس نے رنگکو دکہلا یا اوٹہا زلف
نہ چہو پای حنا سے دست و پا زلف

سر ہو جو ہری اس ہین نہین فرق
دل دانا کو ہے دام بلا زلف

خط نہ بنوائو مٹ جائینگے قرآن کے حرف
خط مرا دیکھتے ہی بولے وہ پہچان کے حرف

ہمتو عاشق ہین سمجھتے ہین یہہ ہیگان اکے حرف
حالی کہنا نہین ہین یہ کیسی ہی وان کے حرف

تھمیں ضعف ہو گو نہ آؤ تم
رہے اس سے ہجران میں دم کب تک

دم نہ رک جائے ہاتھ سست رہو کہ
حلق پر خنجر دو دم کب تک

ایکدن بیکسی سے جانا ہے
ساتھ خیل و خدم حشم کب تک

ساتھ میرے رہیگا بخت سیاہ
شکل سایہ قدم قدم کب تک

اوسکے کوچہ میں دل کرین یکسو
طوف بتخانہ و حرم کب تک

شیشہ و جام و بادہ و ساقی
ہو گئے باہم یہ سب بہم کب تک

استخوان سوز دل سے خاک گئے
آتش و خس رہیں بہم کب تک

سب تو کہتے ہیں ہیں وہ لب جان بخش
میرے حق میں رہیں گے سم کب تک

روتے ہیں ہم تو ایسی ہستی سے
پائینگے راحت عدم کب تک

دیکھیے گا بچھائیں گے آنکھیں
ان غزالوں کو مجھ سے رم کب تک

نہ وہ ساقی رہا نہ وہ مے ہے
جوہری ذکر جام جم کب تک

بگڑی ہوا چمن کی ہوا ہے چمن سے تنگ
غنچے گلو ان گل ہیں صبا کی چلن سے تنگ

تھی روح تن سے تن تھا مرا پیرہن سے تنگ
مرنے پہ کی لحد سے کفن تن کفن سے تنگ

کب اس جہان میں پہیل سکے کہلکے ہاتھ پاؤں
کیا گھر بلا ہے گردش چرخ کہن سے تنگ

پہنچی ہے بوئی زلف کہ ہے شوق دیدہ چشم
کیون بھاگتی غزال ہین ہر کو ختن سے تنگ

اوسدن کے اب طلب ہین جو دیکھیں لحد کی شب
کچھ ایسے روز و شب کے ہین رنج و محن سے تنگ

بے صبر و ناشکیب و حزین و نزار دل
دے دیکھی جان حسینوں کو ہوتا ہی خوار دل
خواہش مجھے چمن کی نہ سوئے دشت و کہستان
ایک دل کی دوستی سے ہوئی دو جہان عدم
قابو مین دل کی مین ہون نہ وحشت مین مبتلا
ایک سنگ آ گیا ہی فلک رکہدو دو ستو ہین
کیا کیا فریب ہین مہر و محبت کی ورد
پوچھا صنم سے کس نے کیا مبتلا تہین
ایک تیر نے نگاہ کی کیا کیا کئے ہین کام

کیا دیا ہے مجھے مری پروردگار دل
کہوتا ہی اپنے ہاتھ سے اپنا وقار دل
ایسا بھی ہو کسیکا نہ بے اختیار دل
دشمن ہوا ہے دوست بنی کو ہزار دل
خود اختیار مین ہون نہ خود اختیار دل
ورنہ تڑپ سے پہٹیگا سنگ مزار دل
بیدرد کسیکو نہ پروردگار دل
نکلا مری زبان سے بے اختیار دل
زخمی جگر ہے سینہ جدا ہے فگار دل

اے جوہری بدل لو کسی سے اگر ملے
عشق بتان دہر سے پرہیزگار دل

پہونچے عدم سے ادھر سے ہو سے اس جہان فانی ہم
جا کو رہین گے دوسری کوئی جہان مین ہم
صنعت کو دیکھ دیکھ کے صانع پہ ہین نثار
کیسا تہا حسن دیکھین دکہا دو تو اپنا رخ
ذکر خدا کے واسطے لائین کہان سے او
تو بیچ و خم شیخ و برہمن سے چہٹ گئے

گلشن کی سیر کرنیکو آئے خزان مین ہم
ہین شاد اس زمین مین نہ آسمان مین ہم
خالق کا نور پاتے ہین حسن بتان مین ہم
یوسف کا ذکر سنتے ہین ہر داستان مین ہم
ایک دل تہا وہ تو دے چکے عشق بتان مین ہم
آئے ہین جب سے بیعت پیر مغان مین ہم

کام آئے ہم کسیکی نہ خود بامراد ہین
آئے عدم سے جوہری کیون اس جہان مین ہم

جفا و ظلم کے خوگر ہوے ہم
بتو گر لو ستم پتھر ہوئے ہم

بنایا ہمکو ہے یوسف حسن
کہو گئے اب کہ پیغمبر ہوے ہم

لگا کر ہاتھہ پانون اپنا پہنسایا
تری زلفون سے کب سر بر ہوئے ہم

کبھی اوڑتے تھے ہم اوج فلک پر
قفس مین پڑکے اب بے پر ہوئے ہم

گدایانہ سوال مے ہے تجہہ سے
نہ حق سے طالب کوثر ہوے ہم

گلا کاٹا جو تم منہہ سے نہ بولے
ہوئے تم بے زبان بی سر ہوے ہم

تپ غم سے جلے ایسا نہ کوئی
جلے اور جلکے خاکستر ہوے ہم

خدا سے بھی چھپا دینگے نہ زاہد
پرستار بتان کہلکر ہوی ہم

کریگی یاد کیا تیرے چمن کو
صبا خندان نہ یہان دم بہر ہوی ہم

زنان کے خم کے خم میکدہ مین
زینت خواہ اک ساغر ہوی ہم

صدف مژگان سے کب منہہ ہمنے ہیرا
اکیلے ہم صف لشکر ہوے ہم

نکالا ہے کیون محفل سے ہمکو
ترے کہنے سے کب باہر ہوے ہم

عجب ای جوہری دور زمان ہے
کبھی بیدل کبھی رہبر ہوے ہم

اک مقدار رسمے ہین جسم مین عنصر چار دن
تندرستی ہو گر ہون نہ برابر چار دن

خون و دل لخت جگر سوز درون قطرہ اشک
میرے آنکھوں سے گری طفل یہہ ابتر چارون

دونو عارض مہ و خورشید خال زحل زہرہ جبین
چرخ پر حسن کے ہم اوج ہین اختر چارون

رہزن دین ہین خال و خط و چشم و گیسو
ہین سیہ کاری مین کافر یہہ برابر چارون

حمد حق نعت نبی عشق علی رنج حسین
ہین شفاعت کی مری پاس یہہ محضر چارون

قاتل و موذی ہین بانیش ہین زہریلی ہین
زلف و ابرو ہین تری کژدم و اژدر چارون

خط اعمال و جبین بخت نکیر و منکر
ہین سیہ میری گناہونسی یہہ دفتر چارون

قربت گوش جگہہ سر پہ عروج عمر دراز
تیری گیسو کو یہہ رتبے ہین میسر چارون

باغ سے بلبل و گلچین و نسیم و صیاد
لائے تربت پہ مرے پہولونکی چادر چارون

سنگ در سنگ لحد اسود و کعبہ بت دیر
جوہری دیکہو تو یکسان ہین یہہ پتہر چارون

ہی تیرہوان سال اب نہین ترسانیکے دن ہین
پچہتاؤ گے پہر یہہ نہین آنیکے دن ہین

کس جوش سے محرم کے مسک جتانیکے دن ہین
بیساختہ اب سینہ سے لپٹانے کے دن ہین

کرنے لگے باتون مین وہ اعجاز مسیحی
لعل لب جان بخش پہ مرجانیکے دن ہین

یہہ حسن کا نیرنگ یہہ جوبن کا تماشا
خود دیکہنے کے اورونکو دکہانیکے دن ہین

ہی اب لب شیرین پہ تو گفتار رہی شیرین
اس قند مکرر پہ تو للچانیکے دن ہین

اولجہاؤ نہ دل زلفونکو اولجہا کے مرے جان
منہہ آئینہ مین دیکہو یہہ سلجہانیکے دن ہین

چہوڑ دو وہ لڑکپن نہ چہپو سرکو دہنا کر
اب بار سے زلفون کے لچک جانیکے دن ہین

ای جوہری ایک اور غزل کہکے سناؤ
دل کو تو کسی طرح سے بہلانیکے دن ہین

دیوانگی و جوش جنون آنیکے دن ہین
آئیگی نہ پہر واعظ نافہم حواسے
رہجائین جوانی ہین نہ کچہہ حوصلے باقی
مسجد مین کس آفت سے کٹا ایک مہ رمضان
ہی موسم گل شیخ جی کچہہ ہوش مین آؤ
طفلی تو گئی کہیل مین پہر پہر کے جوانی
گمراہ کیا خط نے نکلتے ہی ہر ایک کو

ہی موسم گل ہوش و خرد جانیکے دن ہین
سمجہاتا ہی کیا مجکو یہہ سمجہانے کے دن ہین
پہر آگے ضعیفی مین تو پچہتانیکے دن ہین
شعبان تلک اتنو یہہ سیجانیکے دن ہین
کیا مجہہ بگڑتے ہو یہہ بنجانیکے دن ہین
اب بیٹہو ضعیفی مین یہہ سستانیکے دن ہین
اب خضر کو بہی راہ سے بہکانیکے دن ہین

کیا جوہری بہلاتا ہے جی کنج چمن مین
دیوانے یہہ جنگل مین ہوا کہانیکے دن ہین

راتدن ہی شعبدہ بازیکی کیون تدبیر مین
فارغ البالی تو لکہی ہی نہین تقدیر مین
خواب مین زلف پریشان رات بہر دیکہا کیئے
کوہکن کا یہہ لڑکپن تہا اسی کیئے نہ عشق
بندہ حسن بتان کرتا خدا کو گر نہ تہا
سروی اوٹہہ بیٹہی قیامت ہی مرا شور و فغان

کیا لڑکپن کچہہ ابہی باقی ہی چرخ پیر مین
زلف سے چہوٹی تو پہونچی خانہ زنجیر مین
صبح سے تا شام دل الجہا کیا تعبیر مین
جان شیرین اپنی کہوی فکر جوی شیر مین
عشق کیون روز ازل لکہا مری تقدیر مین
تم بہ اذنی کا اثر ہے نالہ شبگیر مین

زلف کا شوریدہ سر شاید کوئی بند نہیں اپنے
شور و غل کیوں ہے محل ہی خانۂ زنجیر میں

سنتے ہی بس بند آنکھیں ہوگئیں ہنگام صبح
لن ترانی کی صدا تھی کلمۂ تکبیر میں

کہدو اٹھ جائیں ہم آتے ہیں جنوں کار زور سے
دشت و صحرا کچھ نہیں ہیں قیس کی جاگیر میں

لیکے بوسہ کیا ملا مجھکو تمہارا کیا گھٹا
واجب التعزیر سمجھے مجھکو کس تقصیر میں

شب کو رہتا ہی مقابل عارض پر نور کے
داغ لگجاتا ہے نہ ماہ چرخ کے تنویر میں

سکۂ طبع رواں پھر اسمیں جاری کیجیے
کر چکے اے جوہری تم یہ زمین تسخیر میں

لیچکے سب دین و دل پھر بھی ہو کس تدبیر میں
کیا رہا باقی سر بیجان عاشق دلگیر میں

دل گیا پیکان کیصورت وصل ہوکر تیر میں
تیر میں نخچیر ہے یا تیر ہے نخچیر میں

باتوں باتوں اوس پریکو لا ہی تم تسخیر میں
سحر کی تاثیر گویا ہی مری تقریر میں

مانع سیر چمن گر باغباں ہے غم نہیں
وسعت صحرا کی سکتی تو نہیں جاگیر میں

لوہ و صحرا زیر پا ہیں ایسی پابندی میں بھی
دل پھنسا ہے زلف میں اور پانوں ہے زنجیر میں

بعد مدت وصل ہی کیا آج برسوں کا حساب
وہ اگر اصلی رقم ہی یہ بھی ہیں توفیر میں

مرگیا میں وصل کی شب سنتے ہی زاہد کی صدا
کیا اذاں میں فرق ہے اور کلمۂ تکبیر میں

داغ سوزاں سے جلا دل منہ پہ آہیں سرد ہیں
ہیں جنبش میں نگاہ ہم یہ سمجھے کبھی تاثیر میں

چھیڑنا اسکا غضب تھا اوسکا ہنسنا قہر تھا
بحث کیا ہوتی رہی شب شمع اور گلگیر میں

کوئی مجنوں ہی تراز ندا نہیں اے رشک مسیح
قم باذنی کی صدا ہے خانۂ زنجیر میں

صفحۂ عارض پہ خط اور خط میں وہ خال سیاہ
جا بجا نقطے ہیں یہ قرآن کے تفسیر میں

تیغ ابرو میں ہر ایک مو شکل جوہر بنگیا
ورنہ ہے بیکار گر بال آ گیا شمشیر میں

ہوتے ہیں چیں بہ جبیں وہ جوہری کی سنکے عرض
کہتے ہیں اللہ رے طولانی تری تقریر میں

گیسو جو وہاں چہرے پہ بل کہاے ہوے ہیں
یہاں سانپ سے سینہ پہ لہراے ہوے ہیں

رہیں مرے کچھ ایسے وہ شرماے ہوے ہیں
منہہ دیکھنے کو ہم بھی ترساے ہوے ہیں

کعبہ ہو تو در پر ترے سجدہ نکریں ہم
اے کافر ترسا ترے ترساے ہوے ہیں

اے دل تری شیونوں سے غضب میں وہ ہم بھی
بیزار ہے گھر خلق میں جسا ہے ہوے ہیں

کچھ ایسی ہوا گلشن عالم میں چلی ہے
جو غنچہ و گل دیکھئے کمہلاے ہوے ہیں

گھیرے ہیں شب ہجر میں کیوں غم کی گھٹا میں
دل پر تو مرے ابر ستم چھاے ہوے ہیں

جب عشق ہوا ہوش و خرد نذر جنوں ہے
پہلے ہی سے ہم دل میں یہ ٹھہراے ہوے ہیں

اے جوہری کیوں بعد فنا حور کی خواہش
دل دیکے حسینوں کو تو پچھتاے ہوے ہیں

ثابت ہی پیرہن مرے بر میں نہیں کہیں
دامن کہیں ہے جیب کہیں آستیں کہیں

دیتی ہو تو بود و باش کریگے وہیں کہیں
بے آسمان کے ہمکو ملے گر زمیں کہیں

بیوجہ زلزلہ نہیں اس سطح خاک کو
ہے دفن مضطرب کوئی زیر زمیں کہیں

موہوم تسلی وصل کے ٹھہری ہی حشر پر
پر خوف ہے کہ پھر وہ نہ کہدیں نہیں کہیں

آہستہ اے نسیم سحر خندہ ہا سے گل
آئے ہیں دیکھنے کو وہ شختی وقت تریح
اس آپ و دانہ نے مجھے در در پھرا لیا
کیا خاک جی لگا ہیں اس اجڑے دیار میں

چونکے نہ خواب ناز سے وہ ناز نین کہین
ڈہونڈھا نہ سے ادہر کے وہم الیسین کہین
پانی کہین ملا ہی تو پان نشیمن ہیں کہین
پاتے نہیں ہیں یہ کوی اسکا دلنشین کہین

مدت سے جوہری ہیں اسی جستجو میں ہم
دیکھا نہ کوئی ملک دکن میں حسین کہین

محو رخسار یار رہتے ہیں
ہیں جو سرکش وہ زار رہتے ہیں
فصل گل میں ہوا کے گھوڑے پر
دست ولب کے یہ شوخیان دیکھو
فکر ایذا ہیں ابرو و گیسو
کیون کرین جستجو سے ظل ہما
نالہ و آہ و زاری و شیون
مثل منصور جو کہ ہیں حق گو
ہو او نہیں کے لئے شراب طہور

مہر ومہ سے دو چار رہتے ہین
خار سے بوئے گل وبار رہتے ہین
غنچہ وگل سوار رہتے ہین
محو بوس وکنار رہتے ہین
عقرب دمار جار رہتے ہین
زیر دیوار یار رہتے ہین
غم میں یہ غمگسار رہتے ہین
حق سے بالای دار رہتے ہین
جو یہان بادہ خوار رہتے ہین

جوہری دل سے دھوئیں گرد ملال
اس لئے اشکبار رہتے ہین

فروغ نور ہے اور التہاب شیشہ میں
شراب رکھتے تھے وقت شباب شیشہ میں

نہیں ہے گردش میں ہر دو سبو دل پر خون
نکلتی ہے سر بازار قہقہوں کے ساتھ

رہے نہ اشک تو آنکھوں میں لخت دل آئے
ہے دختر رز یہ مری تاک اک مہینہ سے

شب وصال میں کیا کہئے لطف مے نوشی
رواں ہے نہیں کوئی نفس بے شمار نہیں

لگا دے خم مرے منہ سے عذاب چھوٹوں
تمھاری زلف کا سایہ اگر نہیں ہے پڑا

نہ روح کا ہے بھروسہ نہ اعتبار بدن
یہ کہہ دو دختر رز سے کہ بزم میں آئے

نہیں ہیں سینہ میں لخت جگر و دل پر خون
نہ آنکھ جیسی کبھی خشم کے گئے خالی

نہیں ہیں آنکھ میں نہ صفحہ سیاہ و سفید
کبھی ہے سر شک کبھی خون دل ہے آنکھوں میں

گھڑی گھڑی میں رنگ ادھر ہے کبھی ہے ادھر

نہیں شراب ہے ہے آفتاب شیشہ میں
ہزار حیف کہ اب ہے خضاب شیشہ میں

بغل میں شیشہ ہے اور ہے شراب شیشہ میں
یہ دختر رز ہے عجب حجاب شیشہ میں

عوض شراب کے رکھے کباب شیشہ میں
ہوئی ہے عید کے دن ماہتاب شیشہ میں

بغل میں ماہ تھا اور آفتاب شیشہ میں
بھرا ہے رنگ گھڑی کا حساب شیشہ میں

رہے گا خوف شمار و حساب شیشہ میں
تو کیوں شراب ہوئی ہے نکتاب شیشہ میں

ہوا حباب میں ہے یا حباب شیشہ میں
عبث ہے شرم نشہ میں حجاب شیشہ میں

کباب طشت میں ہیں اور شراب شیشہ میں
کیا اوس آنکھ سے تھی مدہوش خواب شیشہ میں

دہری ہے قدرت حق کی کتاب شیشہ میں
کبھی شراب کبھی ہے گلاب شیشہ میں

گھڑی گھڑی یہ ہے کیا انقلاب شیشہ میں

نہیں ہلال ہی آئینہ فلک میں نمود
پڑا جو یار کے عکس رکاب شیشہ میں

بہلا ضعیفی میں تو جوہری سنبھالو ہوش
گئی جوانی رہی ساغر شراب شیشہ میں

دل تو طپتا ہی مگر آہ و فغان کچھ بھی نہیں
اگر یہہ کیسی لگی ہی کہ دہوان کچھ بھی نہیں

کوئی عنقا کو ہی دیتا ہی عدم سے تشبیہ
آہ تو یہہ ہی کہ گھر اور وہان کچھ بھی نہیں

لاغری ایسی ہی لکھی تھی کہ نقش عاشق
جا کے دیکھا جو کفن میں تو وہان کچھ بھی نہیں

آئینہ میں جو وہیں دیکھا کہا میں نے یہہ کیا
پھر کہ شیشہ کو کہا اوس نے کہان کچھ بھی نہیں

زلف پر پیچ و بلا کیون نہ پڑی ہی گلے
مجھ میں تو ہوش و خرد تاب و توان کچھ بھی نہیں

جسنے بل ابرو کی دیکھے ہیں مژہ کی نوکین
اوسکے نظر و نہیں تیغ و شمشیر و سنان کچھ بھی نہیں

رستے تھے جنگی سواری میں علم او نشان
بی نشان ایسے ہوے نام و نشان کچھ بھی نہیں

باد و باران حوادث کے سبھی ہیں صدمے
سقف گردون تو دنیا میں امان کچھ بھی نہیں

شہرہ حسن اڑاتی تھی صبا گلشن میں
گل کو جب دیکھا تو ای غنچہ دہان کچھ بھی نہیں

کیون اوڑاتے ہو رقیبو یہی کتابت ضرور
آمد و شد سے کبوتر کے نہان کچھ بھی نہیں

جوہری لاکھ چھپاؤ تمہیں ہی عشق کا مرض
رنگ رخ خشکی لب سے تو نہان کچھ بھی نہیں

جو چارہ گر مرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں
تمہاری آنکھیں ہیں تمہاری نظر کو دیکھتے ہیں

دو عارض اوسکے جو شام و سحر کو دیکھتے ہیں
نہ ایک نگاہ سے شمس و قمر کو دیکھتے ہیں

لگا کے آگ رقیبوں کے گھر کو دیکھتے ہیں
ہم آج آہ کی اپنے اثر کو دیکھتے ہیں

سفر ہے پیش یہہ تشویش ہے کہ ساتھ اپنے
کوئی رفیق نہ زاد سفر کو دیکھتے ہیں

لگا کے وار وہ حیرت میں مجھکو سکتا ہے
ہیں اونکی تیغ یہہ میرے جگر کو دیکھتے ہیں

جگر میں کاوشیں کرتی ہیں حسرت پرواز
جب اپنی ٹوٹے ہوئے بال و پر کو دیکھتے ہیں

سما گیا ہے جو آنکھوں میں یار کا نقشا
وہی ہے پیش نظر ہم جدھر کو دیکھتے ہیں

کہانی نوح کی طوفان کی سچ سمجھتے ہیں
جو لوگ آنکھ سے اس چشم تر کو دیکھتے ہیں

فروغ دیتا ہے کیا خال صورت عارض پر
ضیا ستارے کے دن دوپہر کو دیکھتے ہیں

جگر کی آگ بجھائیں کہو یہہ اشکوں سے
یہہ لطف ہے نہیں اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

بدن تو جلکے ہوا خاک روح باقی ہے
وہ جیسی خاک میں پنہاں شرر کو دیکھتے ہیں

سفر وطن سے ہے یا تن سے رخصت جان ہے
نگاہ یاس سے دیوار و در کو دیکھتے ہیں

دل اوسکو دیتے ہیں سودا عشق لیتے ہیں
جو ہم سو ہو نہیں نفع و ضرر کو دیکھتے ہیں

نہ آنکھیں چار کرو یک نظر ادھر دیکھو
ادھر نگاہ کرو ہم ادھر کو دیکھتے ہیں

دماغ عرش پہ چڑھتا ہے ہو رہی ہے معراج
جب اون کے نیزہ پہ ہم اپنے سر کو دیکھتے ہیں

کہاں گیا کدھر آیا یہ **جوہری** کہیے
کچھ آپ اپنے دل بے خبر کو دیکھتے ہیں

صبر و دم بھر تو مرے نالہ و افغان میں نہیں
چین اے درد تجھے بھی شب ہجران میں نہیں

آب دانتوں کی ترے گوہر غلطان میں نہیں
بات جو ہونٹوں میں ہے لعل بدخشان میں نہیں

ابر باران میں نہیں قلزم و عمان میں نہیں
جوش اشکون کا مری نوح کی طوفان میں نہیں

ایسی نزہت یہہ ہوا صحن گلستان میں نہیں
کوی جانان کی فضا روضۂ رضوان میں نہیں

چارہ گر چھوڑدی یہ نہیں تو مریض غم کو
جو مزہ درد میں ہی اوسکو وہ درمان میں نہیں

کوی پر زور کوی تار ہی بالای زمین
فرق کچھہ زیر زمین مور و سلیمان میں نہیں

گل احسان سے تہی دامن ہمت ہی میرا
لفظ منت کا یہان اپنی گلستان میں نہیں

لیگئی خاک کے پتلے ہیں ملایک یہہ شرف
کیا فرشتون میں ہی جو حضرت انسان میں نہیں

پانون پھیلائیگا وہان جاکے تو کیا وحشت جنون
ایسی وسعت بھی تو کچھہ دشت کی دامان میں نہیں

خوبیان خال زنخدان سے بیان ہون کیا
چاہ نخشب میں نہیں یوسف کنعان میں نہیں

رو چکو چلتی ہوے گہر میں گیا چھوڑ کہان
دلکو دیکھو تو کوی سینۂ سوزان میں نہیں

اک تری نیم نگہ کاٹ جو کر جاتی ہی
نیمچہ میں وہ نہیں خنجر بران میں نہیں

برف پیری سے گیا حسن ہوی بال سفید
لطف مہتاب شب ماہ زمستان میں نہیں

خود بخود رہتی ہیں بیخود وہ سرور مے سے
بخدا نام خودی محفل رندان میں نہیں

جوہری کا جو سخن خوب نہیں در و تو ہی
شاعرون میں وہ نہیں جمع سخندان میں نہیں

آہ گرم و اشک تر سے حشر اک برپا کرون
دشت کو دریا کرون دریا کو میں صحرا کرون

مال و زر کیا نقد جان نذر رہ عقبی اگر کرون
یہان مجھے رہنا نہیں کعبے میں خواہش ہو پیدا کرون

ہو عدم میں دم بدم وہ صف کم انشا کرون
پای بند دام مضمون طایر عنقا کرون

آپ کے امروز فردا میں ہوا فردائی حشر
آج کیا میں اعتبار وعدۂ فردا کرون

دست گر ہو تو بناؤن شاخ طوبیٰ سے قلم
دلمیں ہے تحریر وصف قامت رعنا کرون

اوس جبین پر ہر سحر قربان کرون صبح عید
زلف کے صدقے ہر اک شب سو شب یلدا کرون

ہجر میں ہوش و خرد تاثیر ان سے جاتے ہین
جان ہی کھو گئے تو اوسکی کچھ نہین پروا کرون

جامۂ احسان سے بہتر ہے تن عریانی مجھے
کسلیے میں پردۂ چہرہ و قاقم و دیبا کرون

بام پر آوے شب مہ ہی تماشا ہو نیا
آپ دیکھین ماہ کو میں آپکو دیکھا کرون

اپنے پاؤن کے تلے یکدم میں لاؤن ہفت چرخ
سوئی بالا سر جو تیر آہ آتش زا کرون

حضرت عیسی ترسے بیمار غم کو دیکھکر
کہتے ہین حیرت ہے کیونکر میں اسے اچھا کرون

جا کے وان جیب پر رنگ زرد اور آہ سرد
جو ہری اس عشق کو کس طرح میں اخفا کرون

کہان ہے لخت جگر لاؤن دیدہ نم سو سو
ہر ایک پل میں بہاتی ہے چشم نم سو سو

ہین بات بات پہ نازو ادا کے وسیلہ غم سو سو
ہر ایک ناز میں کرتے ہین وہ ستم سو سو

شرر سنگ میں قدرت کے نور کا ہے ظہور
ہر ایک سنگ میں ہین یہان صنم سو سو

یہ اہتمام فغان کا کہ منہ سے جب نکلا
تو ساتھ اوسکے چلے آہون کے علم سو سو

کسی سے راہ میں ہوا ہے نہین یگانہ ساتھ
ہر ایک دم میں روان رہرو عدم سو سو

نہین ہے ایک ہم اوکا اپنی قسمت میں
وہان رقیبونکو تو ہوتے ہین کرم سو سو

ہماری آہ میں بھی کیا تیز دم میں ہر قدم
رہا ہے تیجھے تو بہہ یک دم قدم سو سو

جو ائین خضر بھی اس راہ مین تو ہون گمراہ
ہین اوسکے زلفون کی بالون مین پیچ و خم سو سو

نہ ان حسینون کی باتون پہ جوہری آنا
ہزار وعدے کرین کہائین وہ قسم سو سو

سوز دل سے ہجر کی سو تو نکار و زن خشک ہو
گر مجہے دفنائین دریا مین تو مدفن خشک ہو

روبروی عارض گلرنگ گلشن خشک ہو
وہ زبان گر دکہائی برگ سوسن خشک ہو

رحم سے تربت پہ میری گر کوئی رکہدی چراغ
شام ہی سے شامت قسمت سے روغن خشک ہو

دشت مین سرکے جو میری چشم تر سے اشکین
خشک تا گردن ہین صحرا کا دامن خشک ہو

ہو کوئی دیکر زخم پہلے پہر رفو اوسکو کرے
آنکہہ اوسکی مثل چشم زخم سوزن خشک ہو

گر وہ خوش قامت پئی گلگشت آئی چمن
خشک کانٹے کی روش شمشاد گلشن خشک ہو

ظالمون کے فیض سے سیراب کب کوئی ہوا
دیکہہ لو کیونکر نہ آب تیغ آہن خشک ہو

سرد مہری نے بتون کی اسقدر ٹہنڈا کیا
تا قیامت قبر مین کیون نہین تن خشک ہو

سوز دل سے قبر کے باہر جو نکلے سیل اشک
راہ ہو سیلاب مین ماہی کا مسکن خشک ہو

رونق افزای حرم گر وہ صنم ہو دیر سے
زہد زاہد تر ہو دامان برہمن خشک ہو

عشق کے ہین آبیاری سے ہری داغ جگر
جا بجا جیسے گلشن مین ہو کیونکر وہ گلشن خشک ہو

یا الٰہی جوہری زار کا کشت امل
مثل کشت سبز تر تا حشر نہ خشک ہو

دشمن ہا کان و جان یا جان جان ہو کوئی ہو
دل اوسی دینگے جو اپنا قدردان ہو کوئی ہو

شاعر شیراز ہو یا اصفہان ہو کوئی ہو
وہ مکان کوئی نہیں جسمیں قضا سے ہو اماں
باعث تسکین ہے ہر دم دل کی پہلو میں رہے
دور کوئی یار سے دوزخ ہیں سب تیرے لئے
ہم اوسی جینے پہ مرتے ہیں جو دلبر میں ہو
حال قیس و وامق و فرہاد پر کیا منحصر
اس قضا کے ہاتھ سے ہی کب کسیکو جا نبری

ہو وہی اہل زبان جو خوش زبان ہو کوئی ہو
عرش اعلی ہو زمین ہو آسمان ہو کوئی ہو
تیر ہو ناوک ہو پیکان ہو سنان ہو کوئی ہو
خلد ہو جنت ہو گلزار جنان ہو کوئی ہو
زیست یکروزہ کہ عمر جاودان ہو کوئی ہو
درد کا قصہ الم کی داستان ہو کوئی ہو
پیر ہو یا طفل کوچک یا جوان ہو کوئی ہو

جوہری دل دیجئے اوسکو جو ہو اہل وفا
حور و غلمان ہو پری ہو انس و جان ہو کوئی ہو

قیس کو حضرت دل وحشت سے اوٹھ جانے دو
اشک تم جاو جو جی جلتا ہے جل جانے دو
آتشین رخ پہ نہیں خال کسے یہ دانے دو
وصل میں میرا گلا کاٹو تو میں اُف نکروں
بو سنگھتے کیا ہو مرا حال مجھکو سنگر
خاک اُڑاتا ہی سمجھ کر سبھی عاشق ہو گئے
کہہ دو ہیں دلبر و دلدار کہیگا پھر کون
طفل ناداں ہیں ہم الجھتے ہیں جو زنجیر گیسو

ایک جنگل میں بگڑ بیٹھیں نہ دیوانے دو
پھر برس لینا ابھی پہلے تو گرمانے دو
شمع عارض پہ جلے بیٹھے ہیں پروانے دو
صدمہ ہجر سے پر مجھکو سنبھل جانے دو
قیس و فرہاد کے مشہور ہیں افسانے دو
اپنے کوچہ میں مری نعش تو دفنانے دو
آج دل لیکے مکرتے ہیں مکر جانے دو
ایک کمہلونے یہ مچلتے ہیں مچل جانے دو

لکھیں ہو ذرا نل کر جو حرف الفت کا تب قدرت
نہ لکھنے دو کوئی نشان ہاتھوں سے قلم لیلو

دیکھا ادھر کیا ای جوہری سرکار الفت سے
عطا جاگیر میں جنگل ہوا داغوں کے درم لیلو

صید کس طرح سے ہوتا ہے جگر دیکھیں تو
ای کمان ابرو ترا تیر نظر دیکھیں تو

اشک آنکھوں سے بہا ہے روان لخت جگر دیکھیں تو
آپ آنکھوں کی مرے لعل و گہر دیکھیں تو

چار آنکھیں نکریں ایک نظر دیکھیں تو
ہم ادھر دیکھتے ہیں آپ ادھر دیکھیں تو

دل دیا جا ہی کیا کیا نہ اٹھاتے صدمے
آپ میرا یہ کلیجہ یہ جگر دیکھیں تو

امتحان آج جو منظور ہے جان بازوں کا
چھوڑ کے تیر نظر آپ ادھر دیکھیں تو

غرق سیلاب ہو یا آگ لگے غیر کے گھر
گریہ و آہ کا ہم اپنے اثر دیکھیں تو

ہو سکے ہیں رخ کے مقابل وہ نزاکت [illegible]
اپنا منہ آئینہ میں شمس و قمر دیکھیں تو

طالب یار ذرا اپنی جھکائیں گردن
جستجو کیا ہے وہی پیش نظر دیکھیں تو

چھوڑ دو عارض پہ تو یہ گیسوی سیاہ
پھر شب وصل کے کیونکر ہو سحر دیکھیں تو

جوہری عشق کریں آپ اگر پہلے لغو
فیض کیا اسمیں سے کیا کیا ہیں ضرر دیکھیں تو

رحم آیا ذرا نہ قاتل کو
پھر کے دیکھا نہ اپنے بسمل کو

[illegible] حسرت دل کو
دیکھ لو یک نگاہ بسمل کو

[illegible] دیکھتے ہیں بسمل کے
سامنے دیکھتے ہیں منزل کو

قیس لیلی کو خود گزیں نہیں
ناصحا روکنے سے کیا وہ رکے
ڈرتے ہیں پہونچ نہیں سکتے
شمع ساں کیوں ہمیں رُلا سکے کوئی
نہیں خوباں دہر کو منصف
فصل گل تک چمن میں کہہ صبا

لیئے پھرتا ہی ناقہ محمل کو
کھینچتا ہے کوئی مرے دل کو
دور سے دیکھتے ہیں ساحل کو
ہم رلا دینگے ایک محفل کو
حشر میں ڈھونڈھ لینگے عادل کو
لیچلا ہای کیوں عنادل کو

سوز دل گر زبان پر لائیں
شمع ساں ہم رولائیں محفل کو

کاری لگا ہی دلمیں خدنگ نگاہ آہ
اوس ترک شنگ جو سے لڑی ہی نگاہ آہ
اتنی کا سامنا ہی بلا کا مقابلہ
کیا قصر آسمان کے ہلانے کی ہو امید
جور فلک سے اپنا یہ لیل و نہار ہے
بسمل ہیں یہاں تڑپتا ہوں ہاں بزم رقص ہی
اور نہ آنکھ ہو گئی خدا سے کہیں کیا
یوسف کو بھی نہ چاہیے جیسے ہو عزیز جان
ایک زلزلہ ہی عرش پہ نالوں سے الاماں

اب جان بچنے کی نہیں کوئی راہ آہ
گھیری ہی فوج غم کی امڈ کے سپاہ آہ
پیچھے پڑی ہی اسکے وہ زلف سیاہ آہ
ایک غیر کا بھی گھر نہ جلا تجھ سے واہ آہ
دن رات گر فغاں ہی تو ہی شام و پگاہ آہ
واں شور واہ واہ یہاں لب پہ آہ آہ
سر کھا رہا نہ دیگا یہ بار گناہ آہ
چاہ الم میں ہمکو گرا کر کے چاہ آہ
کانپے ہے آسماں فلک یہ خدا کی پناہ آہ

ہو کر گدا کے حال گئے شاہ و شہریار
کیا غم جو گنج غم میں نہیں کوئی غمگسار

کچھ فوج کام آئی نہ کچھ عز و جاہ آہ
ہمدم کبھی فغاں ہی تو ہمدرد گاہ آہ

کیا **جوہری** چھپا چھپے گا نہ راز عشق
نالے بیان کر سکینگے بنینگی گواہ آہ

دنیا میں زندگی نہیں نقش بر آب ہے
یہ روح کیا ہوا ہے یہ تن کیا حباب ہے

پردہ کی بات کیا ہی جو رخ پر نقاب ہے
کھلکر کہو کہ وصل میں کیوں یہ حجاب ہے

کیا صاف صاف صفحۂ رخ کی کتاب ہے
نقطہ جو کوئی خال کا ہی انتخاب ہے

سامان عیش ہجر میں رنج و عذاب ہے
دل ہی بھرا ہوا نہیں جام شراب ہے

ہر ایک سوال وصل کا الٹا جواب ہے
غصہ ہی جتنے کیاں ہیں غضب کی عتاب ہے

فرقت میں غم وصال کی شب اضطراب ہے
عاشق کو زیست بھر نہیں آنکھوں میں خواب ہے

پرخون ہی دل تو چشم پر از آب ناب ہے
وہ شیشہ شراب یہ جام شراب ہے

توبہ کا در بھی بند گھلا ہی بڑی ہوی
انکار ہی سے آج گنہ ہی عذاب ہے

طالب ہوں بوسہ کا کبھی خواہاں وصال کا
ایک ایک سوال اور نہیں میرا لاجواب ہے

اٹکھیلیوں سے چلتی ہی کیا نشہ میں نسیم
گل جھومتے ہیں غنچوں سے خفت حجاب ہے

بیتاب ہے شراب نہ کیونکر ہوں بادہ کش
گلشن میں ابر بھرتی سے کیا آب تاب ہے

لخت جگر ہی کھانے کو پینے کو خون دل
فرقت کے دور میں یہ شراب و کباب ہے

پیران پارسا کے لئے منع ہی شراب
رکھو مجھے معاف کہ عہد شباب ہے

کرکے حساب لینگے مزے جتنے دکھ سہے
بوسوں کا آج وصل کی شب کیا حساب ہے

ناکامیوں سے کیوں میں پریشاں ہوں جوہری
ناکام و نامراد تو میرا خطاب ہے

فلک پر میرے آہوں کے شرر جو جابجا ٹھہرے
وہی نظروں میں مہر و ماہ و انجم پر ضیا ٹھہرے

توقع تھی وفا کی جن سے وہ اہل جفا ٹھہرے
تمنا جن سے دلداری کی تھی وہ دلربا ٹھہرے

ملی کیا آبرو اشکوں کو یاد سلک دنداں میں
بہی آنکھوں سے جو قطرہ وہ دُر بے بہا ٹھہرے

کبھی آغوش یار میں کبھی آغوش تربت میں
نہ ٹھہرے ایک جا ہم سیکے یوں ہی جابجا ٹھہرے

عذاب حشر کا کیا غم ہم جھیلینگے تو کچھ دم
گروہ عاشق و معشوق گر واں اکجا ٹھہرے

مشبک سینہ سوزاں ہو دل یا تنگ صورت
زمیں کے چلنے میں کیا آب اگر سیماب کیا ٹھہرے

زکات حسن کو ہیں سدا ابر فیض ہے جاری
دکھا دیتی ہیں ڈرتے ہیں نہ یہ بھی التجا ٹھہرے

نہ تنگنائی زمیں قبر جنکو تنگ گیری ہی
تھکے ہیں راہ کی کچھ دیر دم لینیکو جا ٹھہرے

پسے ہم اس زمیں پر آسماں کے دور میں ناحق
ہماری خو میں ہے وہ تو تو سنگ آسیا ٹھہرے

خبر اد نکی ہو یکساں نامۂ اعمال یکساں سے
گروہ عاشقاں دن حشر کے سب جدا ٹھہرے

برہمن دیر میں ہیں میکدہ میں ہیں مشرب کے
اگر کعبہ میں بیٹھے جوہری تو پارسا ٹھہرے

گلشن تری فرقت میں بیاباں سمجھے
رگ برگ گل تو خار مغیلاں سمجھے

دل سے ہم عشق بتاں ملت و ایماں سمجھے
تو نہ حق سمجھے تو زاہد تجھے یزداں سمجھے

گو نہت ہی سہی ذکر مے و جام تو ہے
آتے ہی سو گئے غفلت سے وہ آرام طلبی
آئینہ مین جو پڑا بال کہین چھپا ہے
غیر کے حق مین مسیحا مرے حق مین قاتل
خور سے وین تجھے نسبت تو سراسر ہے قصور
بی نقاب عارض پر نور جو دیکھے گردون
تجھکو جو مرگ سے ملے زیست مین ہمکو حاصل
رابطہ ایسا ہو تو کس طرح نہ آرام ملے
عشق کے علم مین ہی ہمکو فضیلت حاصل
ہین نمکخوار ہوا حق نمک اوسنے ادا
کبہی رحمت کے نظر گاہ غضب کے چتون

محفل وعظ کو ہم محفل رندان سمجھے
منزل گور کو ہم اپنا شبستان سمجھے
زلف کے عشق کو ہم دلمین نہتی پنہان سمجھے
کچھہ نہ سمجھے جو تجھے عیسی دوران سمجھے
تجھکو کیا تیری غلامونکو نہ غلمان سمجھے
مشعل مہ کو چراغ تہہ دامان سمجھے
زاہدا ہم تو ارم کوچۂ جانان سمجھے
گور کو سمجھون مین تن گور مجھے جان سمجھے
قیس و فرہاد کو تو طفل دبستان سمجھے
گر مرے زخم جگر قدر نمکدان سمجھے
گردش چشم صنم گردش دوران سمجھے

ہو ہری بیٹھہ کے کعبہ مین کرے یاد بتان
ہے وہ کافر جو کوئی اوسکو مسلمان سمجھے

خواب مین شکل دکھلی تھی مہ جبین تھوڑی سی
شوق سجدہ ہے بہت اور جبین تھوڑی سی
ذکر بھی شکر خدا وصل بتان مین ہے ضرور
کب ہے انکار مین وہ لطف جو انکی ہان مین ہے

لے اوڑا اوس سے ضیا ماہ مبین تھوڑی سی
ہے فزون تخم امل اور زمین تھوڑی سی
ساتھہ دنیا کے رہے کوشش دین تھوڑی سی
ہان سے بہتر ہے کہین اونکی نہین تھوڑی سی

نہ غرض دیر و حرم سے نہ ارم کی خواہش
میزبان کے یہہ مدارات ہی مہمان کو لذت
مرہم زخم میں ہنس ہنس کے ملاتا ہی نمک
شام تک گرم رہ مشکر رہا مہر صفت
نشۂ شوق فزون کرتا ہی میخوار دلکا
زلزلہ کیون یہہ مین کو ہی مگر دلکی طپش
رہتے آباد یہہ میخانہ پھر اودنیا مین

ملگئی یار کے کوچہ مین زمین تھوڑی سی
آج حاضر ہی یہین نان جوین تھوڑی سی
صلح مین دیتی ہی اصلاح وہ کین تھوڑی سی
گر سحر مجکو ملی نان شبین تھوڑی سی
مے پلانے مین وہ کہتا کہ نہین تھوڑی سی
لیگیا ساتھہ کوئی زیر زمین تھوڑی سی
ہین گر مجکو ملی ہے تو یہین تھوڑی سی

جو ملی ہی میکدہ یا بت کدہ یا کوئی صنم
بیٹھہ رہنے کو جگہہ ڈہونڈہ ہو کہین تھوڑی سی

گندمی رنگون کی الفت ہوگئی
مجکو چاہت سے تو نفرت ہوگئی
الفت خوبان نہ جیتے جی گئی
بو جبہہ سے سر ہر قدم سجدہ مین ہے
قبر مین اب کیون روان ہی زن سے خو
خواب مین دیکھا نہ دیکھا آنکھہ سے
اپنی بیتابی ہے اونکی شرم سے

آدمی ہوتے آدمیت ہو گئی
دوستی سے ایک عداوت ہوگئی
یہہ بھی کیا کچھہ دل کی حسرت ہوگئی
کثرت عصیان عبارت ہوگئی
بس شہادت کی شہادت ہوگئی
ہای یہہ غفلت مین غفلت ہوگئی
وصل کی عشرت مصیبت ہوگئی

دور ہے دیر و حرم کوئی دوست
قرب منزل بھی مسافت ہوگئی

بزم رندان مین نہ جاؤ شیخ جی
پھر کہوگے ہمکو ذلت ہوگئی

صور اسرافیل ہین نالے مرے
یاد قامت مین قیامت ہوگئی

کون ہے یہ جوہری کہتے ہین سب
اپنی گمنامی کی شہرت ہوگئی

مہرباں مجھپہ جو وہ مہر شمایل ہوجائے
بخت کا میرے ستارہ مہ کامل ہوجائے

مہر کو تاب کہاں کیا وہ مقابل ہوجائے
خاک رہ کی ترے ذرہ مین تو شامل ہوجائے

نام تیرا نہ مسیحا کہین قاتل ہوجائے
دیکھنے جان نہ تڑپ کر ترا بسمل ہوجائے

گل بنے خار اگر رخ کے مقابل ہوجائے
صحن گلشن سے نکلوانے کے قابل ہوجائے

تو نظر پھیرے تو پھر جائے ہزارو نپہ چھری
کوئی بیجان کوئی نیم کوئی بسمل ہوجائے

چاند کے دیکھنے کو آئے جو وہ کوٹھے پہ
پہلے ہی شب مین مہ نو مہ کامل ہوجائے

ابر آیا ہے مجھے جانا ہی میخانہ مین
جلد برہم کہین یہ عشق کی محفل ہوجائے

مژدۂ وصل سے ہو وہ نہ کہین شادی مرگ
نوشتۂ ابرو بھی نہ مجھکو ستم قاتل ہوجائے

منزل مقصد دل پہلی ہی منزل مین ملی
کوچۂ یار مین گر نعش کی منزل ہوجائے

تجھسے آبادی گلشن ہے تو ہو جو صبا
خندۂ غنچۂ گل شور عنادل ہوجائے

خم کے خم مفت مین خالی کرین جی بھر بھر کے
نشہ مین پھر مجھان گلشن ہو غافل ہوجائے

مانگ سینہ ہی گرد میرم زلف کی راہین پیچ پیچ
کہین گمراہ نہ وہان قافلۂ دل ہوجائے

کب تلک اونچھیگا دامن سے نبی اکرم دست جنون
دین و دل اسکے لیئے کرنے کا کلیجہ دیکھو
جسم کو دل کو جگر کو نہ ہو کیون رنج عزیز
تم بازو نی سے نہین عشق کے مرد کو غرض
غیر کو خط ہی مرے نام کا سر نامہ ہی

پانون پھیلا نیکا دامان مین گریبان بھی ہے
مجھسے کہتے ہین کہ کچھ آپکے ایمان بھی ہی
مالک خانہ بھی ہی سمجھو تو مہمان بھی ہی
ای مسیحا تجھے کچھ مرض کی پہچان بھی ہی
مجکو بھولی ہی ہین اور ملین مرادین بھی ہی

عشق کو سخت کلیجہ ہو جگر ہو پتھر
جوہری دیتے ہو دل جسم مین کچھ جان بھی ہے

وصل مین شام ہی سے صبح کا کھٹکا کیا ہی
گر کوئی پوچھے کہ اوسکا قد رعنا کیا ہی
وعدہ یار گذر جائیگا مر جائینگے
کیسی طول اوسکو سمجھتے ہین مرا قتل نہ تنک
ناتراشیدہ ہی وہ چوب یہہ بیجھو کا ڈھیلا
حشر کا دن ہی گنا ہونکی ہی فہرست بھی
حشر کے روز جب اعمال کی پرسش ہوگی
گر خلاف اوسکے کیا ہی تو گنہگار ہونا
بادہ خوار رندی مین آئینگی یہانتک
ہین جو کہتا ہون کہ عاشق کو بھلا یا

ق

آجکی عیش مین اندیشہ فردا کیا ہے
فتنہ حشر کے کہدینے مین ہو کیا ہی
ملک الموت سے کہدو کہ تقاضا کیا ہی
حضرت نوح ابھی آپنے دیکھا کیا ہی
قامت یار کی آگے کہو طوبی کیا ہی
ہو ہجوم ایکطرف کہدو تماشا کیا ہی
مین یہہ پوچھونگا کہ تفتیش مین جھگڑا کیا ہی
دیکھا ہو کاتب تقدیر نے لکھا کیا ہی
اون کے محضر مین تہین شیخ بگڑتا کیا ہی
کہتے ہین شمع کو پروانہ کی پروا کیا ہی

ای صبا گل سے یہ کہدے کہ ہی دو دن کی بہار
کوچہ یار سے ارمان ہین ہوا شوق بیجان
آسمان بنکے زمین زیر قدم آتا ہے
فرش سے عرش جنونکا ہی گر ایک قدم
ایک معبود کی کہتے ہین یہ آواز بلند
عشق مین عاشق و معشوق سبھی ہین یکسان

بلبل زار کے رونے پہ ہنسا کیا ہے
لیچلو نقش اودہر اور تمنا کیا ہے
سر جھکاتا ہون تو پہر عرش معلی کیا ہے
وحشت دل کیلئے وسعت صحرا کیا ہے
ہی اذان کس لیے ناقوس کلیسا کیا ہے
جبکہ یوسف ہی نہین قدر زلیخا کیا ہے

جوہری نگینے کو ہی نام دہن اور کمر
کس نے دیکھا ہی بتا مجھ کو کہ عنقا کیا ہی

حصہ مین میرے دُرد مَی خوشگوار ہی
گل ہی چمن ہی مَی ہی روان جو بہار ہی
فرقت کا کچھ عجیب ہی لیل و نہار ہی
مشاطگی زلف مین دست نگار ہی
کیون دید سے بتون کے تو پرہیزگار ہی
خال سیاہ عارض پر نور پر نہین
گلشن مین تیرے زلفونکی ایسی ہوا بندہی
پہولے نہ پہولتے ہین جو اہل غرور ہین
نالونکا میرے طرز ادا سے یہ کیا مجاب

یعنے کہ دلمین یار کے مجھسے غبار ہی
بیکار سب ہی گرچہ نہین ہمکنار ہی
دن ہی تو مثل شب جو شب ہی تو تار ہی
سنبل سے ہمکنار یہ شاخ چنار ہی
ای شیخ دیکھ صنعت پروردگار ہی
زنگی حلب کے ملک کا جاگیردار ہی
ہر غنچہ گل کا نافہ مشک تتار ہی
ہی سرو سر کشیدہ تو کب باردار ہی
موصوف خوش نوائی مین بلبل ہزار ہی

یہہ ہم بھی جانتے ہین کہ ہی عشق اک بلا
پر کیا کرین کہ دل پہ نہین اختیار ہے

بیساختہ بسوی بیابان کشان ہی دل
زور جنون ہی آمد فصل بہار ہے

صحرا مین میرے آبلہ پائی کا شور ہے
نشتر کیطرح تیز ہر اک نوک خار ہے

کیا جوہری سے پوچھتے ہو حال دوستو
دور از حبیب و یار غریب دیار ہے

آیا ہون جب سے پیچ مین زلف سیاہ کے
ہین پیچ و تاب اور ہی کچھ دود آہ کے

حاصل گدا کو در سے ہی رتبہ ہین شاہ کے
ذرے ہین یار رشک مہر تری خاک راہ کے

چھائے ہوئے ہین ابر سے دود آہ کے
بادل یہ جابجا نہین ابر سیاہ کے

ہو مہر و مہ کی کیون نہ کلاہ آسمان پہ
شیدا ہی رخ ہوئی ہین کسی کجکلاہ کے

خال سیہ ہین یا یہ ہمو ہندوی عرش نشان
کالے وفا سے نقطے ہین یہ اشتباہ کے

ایسے ہو دل ہر اک صف مژگان سے کسطرح
وہ جنگجو پرسالے ہین جنگی سپاہ کے

شیدا کی رو برو کر دیا ہی یہہ فریب
جلوے دکھا رہی فلک مہر و ماہ کے

دشمن سمجھ ہم اپنے جو کی جب سے دوستی
چاہ غم و الم مین گرے تم بچا کے

انکار کسی کو نہ رحمت سے یاس ہے
ای شیخ معترف ہین ہم اپنے گناہ کے

ہی ابتدا ہی عشق مین کیون انتہا ہی غم
ای جوہری دکھاؤ تو کچھہ دن نباہ کے

آمیختہ ابر و برق آب و تاب سے
مژدہ ہو میکدہ و شیخ و شتاب سے

کس کو نسبت دون دل بیتاب سے ۔ آب و گل اسکی بنی سیماب سے
بنگئے ہین اشکت کے سیلاب سے ۔ پنجہ مژگان فزون پنجاب سے
کیا طہارت خاک سے کیا آب سے ۔ با وضو ہین ہم شراب ناب سے
باد و آتش کے طرح سرکش نہو ۔ آب و گل تیری ہے خاک و آب سے
قبر مین سوئے ہین یون پہیلا کے پانون ۔ شور محشر ہو نہ جاگین خواب سے
پیچ مین لا کر پریشان کرتے ہین ۔ یہہ کہلا کاکل کے پیچ و تاب سے
دہیان مین دندان کے جو گرتے ہین اشک ۔ ہین مشابہ گوہر خوشاب سے
عاشق لب ہون طبیب مہربان ۔ ہوگی صحت شربت عناب سے
کسکی آمد ہے خزان مین ہی بہار ۔ گل نظر آتے ہین کچھہ شاداب سے

جوہری گذری جوانی کی وہ رات
صبح پیری ہے اٹھو اب خواب سے

لٹکتی پانون تک زلف رسا ہی ۔ سراپا اپنو دو کا قہر بلا ہی
صنم نام خدا کیا دلربا ہے ۔ غضب کچھہ دلربائی کی ادا ہی
لہو عاشق کا ہاتھون مین ملا ہی ۔ بہا نہ ہی کہ یہ رنگت حنا ہی
مرین ہم تمہیہ تم غیرون کو چاہو ۔ بہلا انصاف تو کیجے یہ کیا ہی
کیا چشم سیہ کو سرمہ آگین ۔ قیامت ہی بلا انداز بلا ہے
کہون کیا نوح کی طوفان کا قصہ ۔ مرے اس چشم تر کا ماجرا ہے

کسی پہلو نہیں سے یہ نابیہ گردون
سے ملے وہ بت نہیں کچھ ہے مدار

عجب اس قصر کی تیڑھی بنا ہے
اگر ہی حق سے تو یہ التجا ہے

دل اوالجھا سے ہوا وس زلف سیہ مین
تمہین کیا جوہری سودا ہوا ہے

ہزاروں بدسے کئے پر نہ ایکبار آئے
یہ وہ چمن نہین جسمین کبھی بہار آئے
جگر کے زخم کہلین دیکے جو صید نخچیر
کہان گئے جو دم زیست یار تہو دمساز
ہمارے نالون سے آواز کیا طنابنگی
ہوئی نت طار رقیبون کو درد غم مجہکو
یہ کیسی بزم جہان تہی کہ شمع سے نہ ہنسا
خزان سے ایدہ مین ایسا ہوا ہے باغ عالم
جو مرگ مانگے سے آئی نہ زیست ہی کبہی

تمہاری قول کا کیا ہمکو اعتبار آئے
کہلے نہ غنچہ دل فصل گل ہزار آئے
الٰہی جلد کہین موسم بہار آئے
ہزار مین نہ کوئی ساتھ غمگسار آئے
چہک سکے بلبل نغمہ سرا ہزار آئے
سر در اونکو مرے حصہ مین خمار آئے
گئے جو قید ہستی ہوئے وہان سے اشکبار آئے
شگفتگی نہ ہو سو بار گو بہار آئے
بہلی وہ چیز ہے جو وقت انتظار آئے

فقیر بہی نہین آتا جو درد سوال ہوا
یہ جوہری ہے کہ در پر ہزار بار آئے

ٹہوکرین کہانے کو بارے مجہے وہ کوچہ دلبر سے ملے
ہم صفیران چمن سیر چمن کیونکر ملے

یا الٰہی حشر مین ایسا کوئی داد رس ملے
قید مین کنج قفس مین جب ہمکو پر ملے

یہہ کوئی ملنا ہی یون کہنے کو تو اکثر ملے
آپ جب ہمکو ملے اغیار ہی سنگے کہر ملے

جب نہ امید تکلم ہو ترحم یک طرف
ان بتون سے پہر بہلا کیسے یہہ بہی تہہ

کیون نہ بلبل پہول کر بیٹہے گلون کے شوق مین
گل سا جب معشوق اوسکو ہر سحر ہنسکر ملے

سو برس کے بعد دیکہے نقش عاشق گر کوی
خشک لب رخ زرد دل پر داغ جسم تر ملے

دل تہا محو خط پہسا یا گیسوون کے دام مین
جستجوی خضر مین ہمکو تو غارتگر ملے

آسمان سے بس نہین چلتا ہی ہم جائین کہان
یا الٰہی پہر نہ ایسا گنبد بے در ملے

خار ہم پہلو ہی گل مین صحبت اغیار سے
کیا نہ ہے بلبل اگر سو بار بہ گل ہنسکر ملے

حور و غلمان سے نہ بہلے گا خدایا دل مرا
خلد مجکو گر ملے تو ساتہہ وہ دلبر ملے

جوہری تجا ہین وکہین سبکہ معشوق دید سے
ہے یقینی حشر مین نادہ فتنۂ محشر ملے

بڑہین گی زلفین یہہ اب تا کجا سنو تو سہی
کہے کی سحر یہ نہ اسے بلا سنو تو سہی

مگر وہ رحم نہ سیکا گلہ سنو تو سہی
تم اسپہ ناز کہ جور و جفا سنو تو سہی

ہم اپنا حال کہین تمکو نیند آجاوے
کہانی ہی یہہ بہی اک شب ذرا سنو تو سہی

بہے ہین اشک تو نالے ہوے ہین بحر محیط
ہمارے آنکہون لگا یہہ ماجرا سنو تو سہی

تم ابتدا ہی مین یون کہتے ہو کہ کہانی ہے
ہمارے حال کو تا انتہا سنو تو سہی

زکات بوسون کی جاری رہے فزون ہو حسن
جو التجا نہین سنتے دعا سنو تو سہی

کہلونے پریون کے ہم کہیلتے تہے طفلی مین
ہمارے عشق کی یہہ ابتدا سنو تو سہی

وہ جامہ میں نہ سماؤ گلو تک کھل جائے
تم اپنی کھولدو بند قبا سنو تو سہی

میں نیم جان ہوں نگہ کا ہی نیمچہ کافی
نہ کھینچو مجھپہ یہ تیغ جفا سنو تو سہی

یہ اختیار ہی ہا نو نہ ما نو سمجھانا
برا سمجھتے ہو سمجھو بھلا سنو تو سہی

میں جان بلب ہوں لبوں سے کرو مسیحائی
کرو مریض کی اپنے دوا سنو تو سہی

میں ڈوبتا ہوں یہی وقت دستگیری ہے
بنو نہ اتنے تو نا آشنا سنو تو سہی

تمہارا رنگ تو کچھ جوہری دگرگون ہے
بتاو تمکو ہے آزار کیا سنو تو سہی

نہ دین نہ دل نہ شکیب و قرار باقی ہے
امید وصل میں اک جان زار باقی ہے

چمن میں گل نہ گلوں کی بہار باقی ہے
خزان کا دور ہے اک خار زار باقی ہے

نہ دل نہ جان نہ توان جسم زار باقی ہے
وہ کاروان تو گیا اب غبار باقی ہے

قرار وصل ہے کل آج دل ہے کیون بیکل
ابھی تو حشر تلک انتظار باقی ہے

فراق یار میں دن ہی کو ہو گیا اندھیر
وہ ظلم ظلمت شبہائے تار باقی ہے

شب وصال میں کیون مجھسے منہ کو پھیر لیا
ابھی تو حسرت بوس و کنار باقی ہے

جگر سے دل سے بدن سے تو ہو چکی رخصت
لبون پہ جان ہے تیرا انتظار باقی ہے

گیا وہ جوش جوانی ہوس ہے پیری میں
نشہ نہیں ہے مگر کچھ خمار باقی ہے

ہماری خاک کو برباد کرکے کہتے ہیں
ابھی تو دل میں بہت کچھ غبار باقی ہے

گدا و شاہ ہوے اس زمیں میں یکسان خاک
نہ اونکا فقر نہ اونکا وقار باقی ہے

جلا کے خاک کیا جسم آتش غم نے
یہہ روح خاک مین مثل شرار باقی ہی

ہم اوج چرخ جہان مین ہنوز جیسکے نگین
اب اوسکا کچھہ نہ نشان مزار باقی ہی

ہوا ایک روز جدائی کی صبح کی بھی شام
یہی جو گردش لیل و نہار باقی ہی

بچے جو خط سے تو زلفون سے کب بچینگی جان
ابھی معاملہ پیچدار باقی ہی

ہمین ہی نشتر مژگان کا جوہری جو خیال
تو دل مین کیون خلش نوک خار باقی ہے

پھر ہوا عشق کا آزار خدا خیر کرے
پھر ہین کچھہ موت کے آثار خدا خیر کرے

زلف کا قہر ہوی سر کار خدا خیر کرے
ہو اب اندھیر کا دربار خدا خیر کرے

چشم و ابرو کو کیا ایک جگہہ خالق نے
مست کی پاس ہی تلوار خدا خیر کرے

ناگہی جس افعی گیسو نے ہزارون مارے
دلکو ہی اوس سے سروکار خدا خیر کرے

پھر چلے دیر و حرم جاتے ہین میخانہ مین
توڑ کر سبحہ و زنار خدا خیر کرے

ہمتو سمجھے تھے کہ ہی عشق کی منزل آسان
ہوگئی راہ یہہ دشوار خدا خیر کرے

بیطرح زلف اولجھتی ہی پریشانی سے
کوی ہوتا ہے گرفتار خدا خیر کرے

بیطرح درد مرے پہلو مین اوٹھا یارو
پھر گرا ہا دل بیمار خدا خیر کرے

جوہری عشق سے مر مر کے بچا تہا یارو
پھر ہوا اوسکو یہہ آزار خدا خیر کرے

نہین وہ گل تو کیا بہلا ہین گے جی حور و غلمان سے
چمن رضوان کا ہمکو تنگ ہوگا بزمگہ زندان

درد سر جاتا رہا سمجھے جسے تیری راہ میں
درد وہ بیدرد کیا جانے جسے حاصل ہو عیش
چلمن مژگان نہ اوٹھے تھے کسیکے روبرو
ہو برا اوسکا بھلا وہ تو کسیکا بھی نہیں
دل کا جانا عشق کا آنا نہیں ہے گر یقین
اپنی تحریر جبین سے کیا کیا ہمنے خلاف

نقش پا کی خوبیاں میری جبین سے پوچھیے
دل کا دکھانا ان کسی اندوہگین سے پوچھیے
وہ حیا وہ شرم چشم شرمگین سے پوچھیے
جور و بیداد فلک اہل زمین سے پوچھیے
حضرت ناصح کسی اہل یقین سے پوچھیے
گر نہیں تو یہ کراما کاتبین سے پوچھیے

وسعت وحشت کی درازی جو میری ہم کیا کہیں
اپنے ہی داماں و جیب و آستین سے پوچھیے

ہم نہ سرکش تھے جھکیں وہ نہ جھکے گر پہلے
خط ہی اب نظر و ہمیں تھی لعل لب تر پہلے
دم بدم ظلم کی چلتی نہ تھی خنجر پہلے
یہ شرف عشق زلیخا سے ہوا یوسف کو
داوری میرے گناہ ہونگی اگر ہی منظور
خار صحرا کو بھی اب مجھسے خلش رہتی ہے
ایک پروا نہ اس باغ میں اور رہتے پائے
وصف رخ لکھنے کو زیبا ہیں مگر اوراق
ہی یقین عشق بتان پھر نہ گنہ میں ہو شمار

خم ہو تیغ تو یہاں جھکتا ہی کب سر پہلے
ہو گیا زہر جو تہا قند مکرر پہلے
بدلے رہتی نہ تھی یوں آنکی تیور پہلے
تھی شہ حسن مگر کب تھے پیمبر پہلے
حشر کے روز سے ایکبار ہو محشر پہلے
زیب بر رہتے تھے خوبان سمن بر پہلے
ہو رہی ہے قید قفس کٹ گئی شہپر پہلے
اور کے ہاتھ میں رنگ گل سے وہ مسطر پہلے
دیکھی گر یہ کرم کی داور محشر پہلے —

چھوڑ کر کوی صنم جائین گے وہان کیون زاہد
ہمتو جنت سے اوٹھا لائے ہین بستر پہلے

ذبح کرنے مین نہ اسدرجہ کرو سنگدلی
نہ کھلو تہیر پہ خدا کے لیے خنجر پہلے

آئی جان ہونٹوں پہ آیا نہ مگر خط کا جواب
مرگ سے کاش مرا آئے کبوتر پہلے

یہی گلگشت چمن آتا ہی جب وہ خوش قد
سر قد دیتا ہے تعظیم صنوبر پہلے

ہی تپان داغ جگر سینہ مین ای طفل سرشک
آگ لگ جائیگی دیکھہ اپنا ذرا گھر پہلے

عارضونکی مہ و خورشید پہ رہتی تھی نظر
کون دن شب کو گنا کرتی تھے اختر پہلے

غم فرقت نہو کیا فکر عذاب محشر
ہوا ہی سحر وصل سے محشر پہلے

حشر مین اور گنہگارونکا کب ہوگا حساب
کھل گیا میرے گناہونکا جو دفتر پہلے

مانگ کی عشق مین اولجھین گی جو زندہ چھوٹے
زلف پر پیچ سے ہو جائین تو سر پہلے

آمد یار سے ہر غنچہ بنا نافہ مشک
بند تھی تیری ہوا زلف معنبر پہلے

خار غم دیکھے رولاتے ہین یہہ گلرو آخر
مثل گل ملتی ہین عشاق سے ہنسکر پہلے

جوہری آئے ہین اب بیٹھتے اوٹھتے چکر
کوئی خوبان مین کیا کرتے تھے چکر پہلے

کون سی ایسی مصیبت تھی جو مجھپر نہ ہوی
تجھکو تسکین مگر ای چرخ ستمگر نہ ہوی

صحت زخم جگر حیف میسر نہ ہوی
کارگر سوزن تدبیر رفوگر نہ ہوی

کسدن آراستہ گیسوے معنبر نہ ہوی
تیری یکسوی مگر ای دل مضطر نہ ہوی

یار کے حسن نے کیا کیا نہ مجھے داغ دئے
چاندنی کب تری لیلی مہ انور نہ ہوی

گلون کے رنگ و بو سے گر نہ ہم خود بیخبر ہوتے
غم ہجر لب و دندان مین گر ہم نوحہ گر ہوتے
ستاے رات بہر دکہہ درد دیوے فیصلہ ہی
ملا کیا پہل درختون کو ثمر رکھنے سے عالم مین
نہ اوٹھتے چین سے ہم وصل کی شب صبح محشر تک
بچایا بیخودی نے ہمکو ای زاہد تکبر سے
ہزارون تن کرون بے سر دکہا تو تیغ کے جوہر
دم آخر نہ کیونکر روح پہ ہو نزع کی کمیت
چہٹی عشق صنم مین خیر و شر سے دیر و کعبہ کی
بنا کر آدمی مٹی عبث برباد کر ڈالی
کیا خلاق نے ہی اشرف المخلوق انسان کو
مقدر مین لکہا تہا ہو سکے سینہ پہ یہ نقش ہمکو
اثر رکھتے نہین پر دل دکہا دیتے ہین عالم کا

تو کیون صیاد کے پہندے مین یون پابستہ بال و پر ہوتے
لہو کے بوند بنتے لعل اور آنسو گہر ہوتے
نہ مین ہونگا نہ تو ہوگی شب ہجران سحر ہوتے
نہ پتہر مارتا کوئی اگر وہ بے ثمر ہوتے
جو مرجاتے موذن ذبح یہ مرغ سحر ہوتے
سمجہتے آپ کو ہم کچہ اگر کچہ باخبر ہوتے
قدم غیرون کے دیکہون پر تیرے گر اپنا سر ہوتے
وطن کے چہوٹنے کا رنج ہوتا ہی سفر ہوتے
ادہر ہوتی ادہر ہوتی خدا جانے کدہر ہوتے
کسی کے خاک رہ ہوتے کسیکے خاک در ہوتے
ملا کیا ہے کہین بہرہ کرینگے بی شتر گر شتر ہوتے
خر کو کرینگے اگر آزاد ہوتے بال و پر ہوتے
خدا معلوم کیا کرتے جو نالے با اثر ہوتے

عبث ای جوہر کی یہ عمر کہوئی رائیگان ہستے
او لجہہ مرتے جو زلفون مین کسی خود سر سر ہوتے

ہم ہین ستا کی جگر کے اور دل کے
گئے غمزے وہ تیغ قاتل کے

انہین دونون نے جان لی مل کے
ناز اور ادا نے بڑھ کے ہین بسمل کے

تلملاتا ہے مثل بسمل کے
ماہ نخشب نہ چاہ بابل کے
نور وحدت سے لو لگائین کیون
کیا گذرتی ہے جان پر دم نزع
دیکھہ لو دو لگا کے تیغ کے ہاتھ
گر بچیون دست سعج سے زندہ
ہلین اوٹھتا ہو اب قدم آگے
غنچہ و گل کو چھیڑتی ہے صبا
چل گئی آج غنچہ و گل مین
جا مین دریا کا کیا وہ سود و زیان
کیا افشا سے راز اشکون نے

یہہ ملا دل کو آب سے مل کے
ہمتو شیدا ذقن کے ہین تل کے
ہین پتنگے چراغ محفل کے
پوچھئے دل سے مرغ بسمل کے
مارتا تہہ پانون بسمل کے
چوم لون جاکے ہونٹہہ ساحل کے
تہکے بیٹھے ہین پہلی منزل کے
شور پر شور ہین عنادل کے
خون سے رنگین ہین شگل تہایل کے
بیٹھنے والے ہین جو ساحل کے
یہ بڑے رازدار ہین دل کے

شیخ سے ہے حرف عشق سے نا علم
جوہری کی منہہ لگو نہ جاہل کے

ہم دل ہین کلہ خون سے گھر بنائین گے
بگڑ نگی سو جو اکے وسی گر بنائین گے
شہ مجہہ گدا ای درکو تو انگر بنائین گے
ہمرا دن کے زیر پا ہے یہہ سرنوشت ہم

یہ خانہ باغ خلد سے بہتر بنائین گے
کیا کام زخم دل کا رفو گر بنائین گے
ذرے کو اپنے مہر منور بنائین گے
ہم سنگ در سے لوح مقدر بنائین گے

سینے سو و جبہ سائی ہیں اونکی در پہ ہے ۔ بگڑی ہی سرنوشت بنا کر بنائیں گے

ساتھ اپنے گلعذاروں کا نیچا میں گے خیال ۔ ایک اور خلد خلد کے اندر بنائیں گے

ہمنے تو چاہ جاہ سے یوسف بنا دیا ۔ کیا غیر کو ہی تمکو ہمیشہ بنائیں گے

یاد لب و دہان سے جو رو ینگے خلد میں ۔ ایک اور نہر ہم لب کوثر بنائیں گے

پورا کیا ہے کام مرا تیغ نے اگر ۔ ہم اوسمیں اپنے خون سے جوہر بنائینگے

گر عبث ظالموں سے نہ چھوٹیگا جور و ظلم ۔ ٹوٹے جو تیغ نشتر و خنجر بنائیں گے

قطگیر استخوان کی ہی مشق ظلم سے ۔ ہاں اب رگوں سے مسطر وہ سطر بنائیں گے

کرتا نہیں ہی خضر اگر اپنی رہ بری ۔ وحشت میں غول دشت کو رہبر بنائیں گے

مضمون چشم و لب کو دوبارہ کرینگے نظم ۔ ہم اس سے شکر کو قند مکرر بنائیں گے

بچا بچینگی میرا نامہ اعمال تا بہ کے ۔ ہم اوس کے حرف حرف کو دفتر بنائینگے

تا حشر چھوڑتے ہیں کہاں یہ لباس خاک ۔ بستر ہو اب تو مرنے پہ چادر بنائیں گے

بیزار اس فلک سے ہیں تنگ اس زمین سے ہیں ۔ دونوں سے دور ہم کہیں اب گھر بنائینگے

محرم کرینگے غیر کو کیوں اپنے حال سے ۔ ہم آپ ہی کو حشر میں داور بنائیں گے

یوں ہی جو خاک اوڑائینگے اغیار شکل غول ۔ صاف اوس پری کو مجھ سے مکدر بنائیں گے

چپ ہو رہے ہیں جو کے باتوں ہی کی مذمت نگر کر ۔ ہم شیخ جی تمہیں سر منبر بنائیں گے

زر ریں گے ہم جو گوہر دندان کی یاد میں ۔ اشکوں سے قطرہ قطرہ کو گوہر بنائیں گے

جلتے ہیں جبرئیل کے پر اوسکی راہ میں ۔ کیا مرغ نامہ بر یہ کبوتر بنائیں گے

کیون کاتب ازل سے امید بھی کرین — کیا پھر بگاڑ کر وہ مقدر بنائین گے

یون ہی روان جو آنکھون کے چشمے ہین جوہری
رو رو کے ایک اور سمندر بنائین گے

خمسہ بر غزل امیر مینائی لکھنوی

گھڑیال بھی نہ ہجر کی شب رات بھر بجا — نے کوس صبح و طبل سحر اوس سحر بجا
تغیر وقت کیونکہ کہون مین مگر بجا — یارب شب وصال یہہ کیسا گجر بجا
اگلے پہر کے ساتھہ ہے یہ پچھلا پہر بجا

سننے کو بھی ترستے تھے فرقت مین نام وصل — سمجھے تھے ہوگی صبح قیامت کو شام وصل
ناکامیون سے کسکو تھی امید کام وصل — ہین ہم تو شادمان کہ ہی خط مین پیام وصل
بغلین خوشی سے تو بھی تو ای نامہ بر بجا

پھیلا کے پانون سوتے تھے کچھ تھین نہ حسرتین — اور فرط بیخودی سے نہ لیتے تھے کروٹین
کچھ دین کی خبر تھی نہ دنیا کی کچھ ہمین — آواز صور سنکے کہا دل نے قبر مین
کسکی برات آئی یہ باجا کدہر بجا

بے مہری کا نہ تیرے تہا جب تک گمان مجھے — تھی جان بھی عزیز نہ ای جان جان مجھے
تجھکو نہین ہی یاد تو بھولی ہی بان مجھے — تجھکو نہین ہی انس محبت کہان مجھے
تالی نہ ایک ہاتھہ سے اے بے خبر بجا

عرش اوسکی بام قصر کو مین نے کیا رقم — کہتا ہی جبرئیل کہ عرش اوس سے کم

دربان در کی کیون نہ ملایک بنین قدم
کہتے ہین آسمان جو تمہارے مکان کو ہم
کہتا ہے آفتاب درست اور قمر بجا

یہان تک تری فراق کے رنج و الم سہے
ہستی کسیکو دیکہا تو رقت سے رو دیے
خوگر ہوی ملال کی مشق محن رہے
نفرت یہہ ہی خوشی سے کہ اشک اپنے گر پڑے
ہمراہ تعزیہ کے بہی باجا اگر بجا

وقت سحر یہہ خواب نہین خوب ہی سنو
ہی آفتاب عمر لب بام ہمدمو
پیری مین بہول جاؤ جوانی کی نیند کو
جاگو نہین یہہ خواب کا موقع مسافرو
نقارہ تک بہی کوچ کا وقت سحر بجا

مٹی مین زر ملاتے ہو کیون تم برای قصر
بیفائدہ ہی گو یہہ فکر بنای قصر
اک روز چل بسوگے یہی ہے کہے ہای قصر
تعمیر مقبری کی ہی لازم بجای قصر
زرداروں سے کہو کہ کرین صرف زر بجا

طفل و جوان و پیر ہو یا شہ ہو یا فقیر
ٹہرے نہ کوی دم کو کہ آیا دم اخیر
ہی جو ہری ہر ایک کو یہہ مرگ ناگزیر
جائے قیام منزل ہستی نہ تہی امیر
اوترے تہے ہم سرا مین کہ کوس سفر بجا

خمسۂ غزل نسیم

داد عہد شباب دیدے
وقت زرنیجاب دیدے
وہ آتشین آب تاب دیدے
ساقی قدح شراب دیدے

مہتاب ہین آفتاب دیدے

قیمت نہین کچھ کہ کرکے سٹے لے
دین لیجکا دل کا دکھ بھی دے لے
جو کچھ مجھ ناتوان مین ہے لے
ساقی باقی جو کچھ ہے لے لے
باقی ساقی شراب دیدے

ہی دلکو نہین ملال کچھ اور
کرتے نہین عرض حال کچھ اور
خواہش نہین جز وصال کچھ اور
اوس بات سے نہین سوال کچھ اور
اپنے منہ سے جواب دیدے

شیرین پہ جو اوس نے جی گنوایا
کیا جاہ کے تجھکو مین نے پایا
فرہاد سے کوہکن کہایا
لیلی مین نے تجھے بنایا
مجنون مجھکو خطاب دیدے

کچھ جوہری دے مگر نہین مانگت
زر کیا لعل و گہر نہین مانگت
جی جائے تو جائے یہ نہین مانگ
اوس گل سے نسیم زر نہین مانگ
جو چاہے وہ بے حساب دیدے

ایضاً

بجلی کی چمک جو رخ مین وہان ہے
تو حسن مین یوسف زمان ہے
دل برق کیطرح وہان تپان ہے
عالم کا ترے تپان بیان ہے
بیتابی دل عیان جہان ہے

زندانِ دلِ تنگ سے تو ڈریو
اے طوق نہ تو گلو پکڑیو
اے ہتکڑی ہاتھو ںسے نہ لڑیو
زنجیر جنون کر ہی نہ پڑیو

دیوانہ کا پانون درمیان ہے

اے ماہ جو تو ہے مہر پارا
ہے گردش چرخ سے سہارا
گر مہر سے اس طرف نظارا
ذرے کا بہی چمکیگا ستارا

قایم جو زمین و آسمان ہے

بل کہاؤ کمر کی نے لچک پر
روشن ہے یہ انس جن ملک پر
اتراؤ نہ حسن کی چمک پر
جو داغ کہ مہر ہے فلک پر

دلمین مرے ابتلک نہان ہے

اشکون کے گہر بہاے رورو
کیون جوہر سے بہی کچہہ کہو تو
کہوتے ہو رخ کی آب دہو دہو
کس سوچ مین ہو نسیم بو بو

آنکہین تو ملاؤ دل کہان ہے

خمسہ بر غزل داغ

دم بازیوںمین صبر و دل جان تو گیا
کذب و دروغ آپ کا پہچان تو گیا
جہوٹے قرار آپ کے مین جان تو گیا
خاطر سے یا لحاظ سے مین مان تو گیا

جہوٹی قسم سے آپکا ایمان تو گیا

سب لیچلے شکیب و توان جان و صبر دین
جاتا رہا زیکا مری نہین ابتک ادہین یقین

سوز غم و الم سے بنا آب و گل مرا — ہر ایک عضو اس نے کیا مضمحل مرا
لرزاں برنگ شمع جگر متصل مرا — بزم عدو میں صورت پروانہ دل مرا

گو رشک سے جلا تر سے قرباں تو گیا

اے جوہری فراق کے غم خوب کھا چکے — اور وصل کے ہر ایک مزے ہم اڑا چکے
عزم سفر ہے دل کو یہاں سے اوٹھا چکے — ہوش و حواس و تاب و تواں داغ جا چکے

اب ہم بھی جانے والے ہیں ساماں تو گیا

مخمسہ بر غزل سرور

جگر کو چین تو اک دم برای نام نہیں — طپش ہے ایک جگہ سینہ میں قیام نہیں
بدن میں درد سے خالی کوئی مقام نہیں — مریض ہجر کو صحت سے اب تو کام نہیں

اگرچہ صبح کو یہ بچ گیا تو شام نہیں

قضا سے کم نہیں ہم فرقت صنم سمجھے — اب اپنی زیست تو گنتی کو کوئی دم سمجھے
لو وہ اگر وہ نہ گرد دم میں ہیں عدم سمجھے — رکھو دوا نہ کہو چارہ ہم اسے ہم سمجھے

ہمارے زخم جدائی کو التیام نہیں

رہا ازل سے فلک دشمن و عدو میرا — کبھی نہ طالع واژوں مرا ہوا بیدار
ہوئی ہے گردش شمس و قمر بھی برگشتہ — کیا جو وعدہ شب اوس نے دن پہاڑ ہوا

یہ دیکھیو مری شامت کہ ہوتی شام نہیں

رکھو خیال عزیزو مری وصیت کا — نہ کیجیو مرے قاتل سے خون کا دعوی

لگانا ہاتھ نہ میرے جنازیکو اصلا | وہی اوٹھاے مجھے جسنے مجکو قتل کیا

کہ بہتر اس سے مرے خون کا انتقام نہین

خزان کے جور سے گلبن جو ہر ہوئی مجبور | لگا نہ دل کا بہار چمن پہ کیا ہا صرور
خیال گل مین گیا دلکو خار سے رنجور | اوٹھایا داغ گل افسوس تیشہ دلپہ بسر دہ

مین کہتا تہا یہ گلشن کو کچھ قیام نہین

مخمس بر غزل جرات

کبھی پہاڑ کبھی دشت مین گذارے دن | کبھی تو روتے کٹی ہجر کے گنارے دن
یہی نصیب مین کیا چرخ نے اوتارے دن | یہ شکل دہر ہے گردش نے ہمکو سارے دن

جو تم پہر آؤ تو پیارے پہرین ہمارے دن

ترے فراق کے ناوک نے ہی جسے مارا | تڑپ رہا ہے وہ بسمل صفت جگر پارا
کرے دوا یہ مسیحا کو بھی نہین یارا | نہین ہے اب تیرے مریضان ہجر کا چارا

اب اپنی زیست کے بہرتے ہین یہ بچارے دن

رہیگا یون ہی مرا بخت کب تلک واژون | پہری رہیگی کہان تک یہ گردش گردون
کبھی یہ شاد بھی ہوگا مرا دل محزون | کب اسسے ہوگی طاقت نہین جو ٹہیرے دن

ذرا تو دیکہ نجومی مرے ستارے دن

بغل مین مہر سے رہتا تہا جیب مہ پارا | مرے نصیب کا تہا طرح کے شمس سے تارا
وصال یار کا کیا لطف ہوتا سارا | رہے تھا جیسے آغوش مین وہ پیارا

غبار خاک سے ہی زینت تن کی اوسکے کوچہ مین
رہی حالت مری دیوانہ پن سے اوسکے کوچہ مین
نہ تھی تار زیست حاجت پیرہن کی اوسکے کوچہ مین
عبث تدبیر ہی گور و کفن کی اوسکے کوچہ مین
مین ننگ دو جہان ننگی سے رکھد بیٹھے کا شایان ہون

بتون کی ظلم کم سمجھے نہ رحمت سے کبھی مین نے
نہ سرکا یا قدم کو راہ الفت سے کبھی مین نے
اطاعت اونکی کم جانی نہ طاعت سے کبھی مین نے
نہ مرتے مرتے منہہ پھیرا محبت سے کبھی مین نے
جفائین کسقدر جھیلین وفا پر اپنے نازان ہون

لٹاؤ چاندنی کے پھول یارو میری میت پر
فلک کو بھی نظر ہی کچھہ مری ارمان و حسرت پر
موا ہون ان حسینون کی تو مین چندا ایسی صورت پر
تمنی رہتی ہی اکثر چادر مہتاب تربت پر
کہ تا معلوم ہو سبکو قتیل مہ جبینان ہون

کہون کیا ہی یہ اندیشہ دل غمگین و مضطر مین
پڑھونگا جوہری یہ شعر دیوان در بار داور مین
لکھا ہی نام تو میرا گنہگارون کے دفتر مین
سر و رخم رسیدہ ہون سب مجھے طوفان محشر مین
ترا نا تو ہی خداوندا غریق بحر عصیان مین

نہ رکے اشک سحر تک جو سحر سے نکلے
لب و دندان وہ دیکھا کر مرے بر سے نکلے
ابر باران یہ نہین کچھہ بھی کہ برسے نکلے
لخت دل اشک لئے دیدہ تر سے نکلے
تو امان دیدہ یاقوت و گہر سے نکلے

اوسکے بینی کو ہوی خال سے خوبی بیحد
یاد آتا ہے ہر ایک عضو یہ صناع صمد
ایک تھا حسن اوسے کرکے دکھایا دو چند
نہ ذقن ہی نہ وہ لب ہین نہ وہ پستان و قد

سیب و عناب و انار ایک شجر سے نکلے

کل شب وصل بہی کس لطف و طرب سے گذری
صنعت صانع حق جو نہ سنی تھی دیکھی

کیا کہوں اوس چمن حسن کے حسن و خوبی
اوسکی پستان سے نظر آئے گل دانہ دی

سرو سے نکلے ثمر پہول شجر سے نکلے

زیست بہر روتی رہی یاس کو اور حرماں کو
بعد مرنے کے بھی ضد مجھسے رہی جاناں کو

وصل کیا دیکھنے پائی نہ رخ تاباں کو
مین موا یہاں تو ہوا حکم وہاں درباں کو

آج تابوت کسیکا نہ ادہر سے نکلے

ہمہ تن چشم ہی ہین مہ و اختر پی دید
صبح کا پہیلنے پہ نور ہے اب قریب بعید

شام سے دیکھنی کی تیری وہ رکھتے ہین امید
تو بھی آ کوٹھے پہ ہے وقت طلوع خورشید

ایک خورشید ادہر ایک ادہر سے نکلے

خمسہ بر غزل مومن

دام خط و گیسو نے رکھا شام و سحر بند
تا زیست تن زار سے چھوٹا نہ مگر بند

چھوٹے تو قفس مین ہوی صیاد کے گھر بند
ہم دام محبت سے ادہر چھوٹے ادہر بند

پرواز بھی کی آہ تو جیون طائر پر بند

اے بت ترا شکوہ ہی قیامت مین خدا سے
گہہ شرم سے مارا کبھی انداز ادا سے

باز آیا نہ اکدن ستم جور و جفا سے
دیکھا نہ کسیکی طرف ایمای حیا سے

جادو کو کیا نرگس جادو نے نظر بند

رکھتا ہون نہان دل مین شرر گلگی ہوس کو
بیداد نگر کام مین لا کچھہ تو ترس کو
ساتھہ ایک کے للہ نکر سوختہ وس کو
یہہ مشت پر سوختہ پہونچین گے قفس کو

تو ساتھہ کسیکے مجھے صیاد نہ کر بند

حاصل کرون دم لطف ملاقات تو کرلون
رنج و غم ہجر انکا مکافات تو کرلون
مہمان ہین کچھہ اونکے مدارات تو کرلون
وہ آخر شب آئی ہین کچھہ بات تو کرلون

کر اپنی زبان دم کی دم اے مرغ سحر بند

ہم ہین کہ اطاعت کو تری سمجھے ہین طاعت
جانا کئی ابرو تری محراب عبادت
اغیار کو کیا لطف وفا قدر محبت
کیا ٹھہرے دل بوالہوسان مین تری الفت

شیشہ مین پری کرتے ہین ارباب ہنر بند

مجبور ہون خود روگ کے رسوا نہو ناصح
کیا ضعف سے حالت ہی یون دیکھہ تو ناصح
اوٹھہ سکتے نہین اوٹھتے ہین جب جانکو ناصح
جا سکتی نہین جاتے ہین اوس کو مین جو ناصح

چھٹ جاینگے قصے سے کیا تو نے اگر بند

جب سے ہوی اوس یوسف ثانی کی تمنا
بیخواب ہون پر شب کبھی آنکھہ نہین وا
کیوں میری طرح تو بھی عجب نیند سے سویا
شاید کہین تو نے بھی اوسے خواب مین دیکھا

آنکھین تری ای بخت ہین کیون آٹھہ پہر بند

بیچین ہی جو وصل مین بھی اوسکی حیا سے
باکام ہون پر ہین مجھے ناکامی کے شکوے
ای سوز دروں کہلکے مری تو ہی خبر لے
ای سوزش سینہ مجھے وہ سینہ دکھا دے

کھولی تری گرمی سے وہ گھبرا کے مگر بند

بتخانہ میں رہتی تھی صنم سے ہوی پیاری	پایا نہ اونہیں میکدے میں جا کے پوکاری
تھے جوہری وہ ہمدم و ہمدرد تمہارے	کیا حضرت مومن کہیں کعبہ کو سدہارے

سنسان ہی گھر کس لئے کیون آج ہی در بند

به اقلیم سخن کن انتظام آهسته آهسته	رسی تا بر در شاه نظام آهسته آهسته
زتیر فکر کن صید هرام آهسته آهسته	کشد از بحر ماهی گیر دام آهسته آهسته
دلی دارم به برآیا به دل از شیشه نازکتر	به پا بر مزار ای تندگام آهسته آهسته
باسید شهادت شدت نزع است بر جانم	بکن عجلت مکش تیغ از نیام آهسته آهسته
زصبح عید شغل باده و وصل پریرویان	شود آخر هم این ماه صیام آهسته آهسته
کمال اوج گر خواهی بعالم نور فیض افشان	مه نو می شود ماه تمام آهسته آهسته
زخدمت گر بر جانش چو شد خوش شود آقایش	شود مخدوم خدام آن غلام آهسته آهسته
مخور غم از سحر کن شادمانی در شب عشرت	شود صبح مصیبت تیره شام آهسته آهسته
چرا بیدل شوم ای دل ز دور رحمت ساقی	رسد آخر بمن هم دور جام آهسته آهسته

سمند ناز تا جولان به قتل دیگران سازی
بسوی جوهری هم کن خرام آهسته آهسته

بی امید امیدوار کیستم	بی خبر در انتظار کیستم
زآتش غم داغدار کیستم	در خزان باغ و بهار کیستم

گرد پنهان بسمل و دره گذاشت — من نمیدانم شکار کیستم
برگ کاهی دارم و نی دانه — خشک در زار این کشت زار کیستم
تا دیار خویشش را بگذاشتم — من ندانم در دیار کیستم
یاد صانع کن چو صنع خوشتری — نقش دل کن کاین نگار کیستم
سنگ غم زد بر سرم هجر کسی — بیخبر کاین سنگسار کیستم

حیرتی دارم به شکل آئینه
جوهری محو عذار کیستم

برق و باد آه دل سوزان ما — ابر باران گوشهٔ دامان ما
بندهٔ عشقیم و او سلطان ما — کافر عشقیم و او ایمان ما
می کشی و بیخودی دعا شقی — دین ما آئین ما ایمان ما
عالم طوفان بعالم سربسر — شد ز جوشش دیدهٔ گریان ما
نیست نخلی نخل را نی میوهٔ — نی گل و نی غنچه در بستان ما
گر برون سوز درون شد سوخت خلق — آتش ها همه به آتشدان ما
شد ز چشم و گیسو و خال و خط — کعبهٔ روی تو کفرستان ما
عز و شان دارم نه نام و نی نشان — بی نشانیهاست زیبشان ما
جان بلب از دوری بیهای تست — هم ز عیسی کی شود درمان ما
مهربان او شد ز آه و ناله ام — گردباری باری یاران ما

ورا امید رحمت سبحانی غایتش
جوهری از حد گذشت عصیان ما

خمسه بر غزل مخلوط

برد و عارض سنبل کاکل پریشان کرده
کافری را دشمن جان مسلمان کرده
از خط ریحان رقم اوراق قرآن کرده
زلف مشکین تا زروی تار پیچان کرده
هر شکن را دام گاه دین و ایمان کرده

از ازل تحریر شد عشق تو در تقدیر من
بر رقیب روسیه تیغ نگاه خود مزن
داده ام ایمان من در راه عشقت جان و تن
اولین بر گردن من خنجری باید زدن
گر به قتل دیگران آهنگ میدان کرده

شد برون از خانه ات ای چشم طفل اشک اگر
عالم طوفان بعالم سر بسر آید نظر
ابر باران را شمارد کاغذ بادی مگر
در پس مژگان نگهدار اشکها ای چشم تر
خانه عالم ازین سیلاب ویران کرده

کیست کان از غم هجر تو دل پر درد نیست
کیست کز درد فراقت رنگ رویش زرد نیست
کیست کان ناله های گرم و آه سرد نیست
کیست کز عشق تو مجنون وار صحراگرد نیست
دشت را صحرا و شهری را بیابان کرده

اهل بزم نشین تو بهر دیگران آب بقا
شد ز وصلت هم فزون بازار عشقت جدا
کار سم دارد بکام جوهری مبتلا
کم نشد درد دل مخلوط گاهی از دوا

عیسی جان بخش را صد رہ پشیمان کرد

خمسہ بر غزل قدسی

باشد نہ شب ز مہر تا آن ماہ تابان در بغل　　روزم شب دیجور غم شد تا م ہجران در بغل
جان حزین در سینہ ام صد درد و افغان در بغل　　دارم دلے آیا چہ دل صد گونہ حرمان در بغل
چشمے ز خون در آستین اشکے ز طوفان در بغل

ای عارض پر نور تو نور بخش یک جہان　　آرام جان بیدلان تفریح روح عاشقان
از جلوہ خورشید سحر دارد چہ ناز این آسمان　　برقع ز عارض برفگن یک صبحدم تا جاودان
گردد فراشش صبح را خورشید تابان در بغل

باور ج باشد گر کسے در دستگیر د نامہ　　آنچہ از گناہ و [illegible] بدرود دست گیرد نامہ
از دو کف ہشیار ہم دست گیرد نامہ　　روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ
من نیز حاضر می شوم تقصیر جانان در بغل

طوفے نہ در دیر و حرم آنچہ ہری کردہ ام　　وارفتہ عشق بتان ایم چہ [illegible] عشق خدا
شام و سحر ہر روز و شب کارم ہمہ جرم و خطا　　قدسی ندانم چون شود سودای بازار جزا
او لطف آمرزش بکف من جنس عصیان در بغل

قطعہ تاریخ رحلت لالہ لعل بہادر
پنڈروہ تحصیل شاہ آباد

جناب لعل بہادر مربی غمخوار　　کہ بود ذات گرامیش بفیض [illegible]

شکایتش نه شنیدیم از زبان کسی
بهر یگانه و بیگانه کرد لطف هزار

عزیز خویش مرا داشت از یگانهٔ خویش
ز لطف بیش بخویشی خویش داشت شمار

به یوم جمعه و آن هشتم مه ماتم
سفر نمود ز دنیا بوقت نصف نهار

دم تکلم و تقریر گل همی افشاند
نه ماند آه دم نزع طاقت گفتار

زمانه در نظر عالم است بس تاریک
بجای آب سزد ابر گر شود خونبار

ندانم آه کجا رفت آن مربی من
کجا روم به که سازم غم و الم اظهار

زروی یاس سقالش چو جوهری جستم
ملک ز چرخ ندا داد - در جنان است قرار
سنه هجری ۱۲۸۰ — ۱۲۷۰ ف

قطعه تاریخ تهنیت شفایابی رای منشی سده گوپال صاحب سررشته دار مهتمم بندوبست ضلع همیرپور

آج بیدار جو مین صبح کے ہنگام ہوا
یک بیک ہاتف غیبی سے یہ الہام ہوا

جسکی رنجوری سے پر درد دل عالم تھا
اوسکی صحت سے بشاشت کا سرانجام ہوا

نام نامی ہے نشان چاہی تو سن لے مجھسے
نام وہ جس سے کہ خود نام نکو نام ہوا

سین ہے سر سعادت کا سرانجام ہوا
نام نامی سے عجب سین کو اکرام ہوا

ہے سر نام نکیون ہو و سر افراز جہان
واہ کیا حرف یہ سب حرفون مین سر نام ہوا

سبب سور ہوا خاص احبا کے لئے
کام مین دشمن ناکام کے سم عام ہوا

دال درمان ہی ہر ایک دوست کیجے درد دل کو
دشمن دون [illegible] دد و دام ہوا

ہای ہوز سے ہویدا ہے عدو پر ہیبت
ہر ہوا خواہ اسی حرف سے با کام ہوا

گاف وہ جس نے کیا سینۂ اعدا مین شگاف
جو گنہ انکی تھی او نہین گردش ایام ہوا

وای دشمن کے لئے واہ محبون کے لئے
واہ [illegible] عجب واو کہ انکو نام ہوا

بای فارس ہی کہ پارس ہی عجب حرف ہی یہ
پشت اعدا کو مگر نشتۂ آلام ہوا

وہ الف جسکو کہ یکتائی مین دعوی ہین الوف
بس اسی حرف پہ اخلاق کا اتمام ہوا

عکس سے لام کے ہی یال محبون کو حصول
پھر بد خواہ لعین صورت آلام ہوا

پھر صدا آئی کہ سن تجھسے یہہ سال ہجری
پھر بہم وقت طرب دور مۓ و جام ہوا
سنہ ۱۲۹ ہجری

قطعہ تاریخ بنای چاہ لالہ ہردیو بخش تعلقدار و رئیس قصبہ بنڈر ضلع ہردوئی

کردہ بنا این چاہ نو ہردیو بخش خوش سیر
گشتہ بقای نام نیک از فیض عام او مگر

سال مسیح و ہجری و فصلی و سمت خواستم
آمد بگوش من ندا از ملہم غیبی سحر

چاہ سے خوش وہم آب خوش تعمیر ز عشرت گاہ
سنہ ۱۸۸۶ع — سمت ۱۹۴۳

امام بخش عالم او - از آب شیرین تر شکر
سنہ ۱۲۹۴ فصلی — سنہ ۱۳۰۳ ہجری

متفرقات کہ بعد طبع تحفہ این نوشتہ شد

کاش ابرو کا بہت ہی اور زخم شمشیر کا
اوسکے ایک ایک بال سے پیدا ہی دم شمشیر کا

سمجھے محراب عبادت ہین وہ خم شمشیر کا
ہی شہیدونکو نیا دیرو حرم شمشیر کا

گر روا فی ہو تو مجھپر کرم شمشیر کا
ہای رک جانا گلے پر ہی ستم شمشیر کا

زندہ جاوید ہوتے ہین جو ہوتے ہین شہید
تیرے عاشق اس لئے بہرتے ہین دم شمشیر کا

مرگ مین اور سخت جانی مین عبث جھگڑے ہین
فیصلہ ہو درمیان ہو گر قدم شمشیر کا

عید مین ملنے کو ابرو سے اشارہ سے کہا
ہی ہلال عید میرے حق مین خم شمشیر کا

تہا خیال ابرو کا ہمنے جان دی آن واحد مین
رہگیا مقتل مین ای قاتل بہرم شمشیر کا

سخت جانی کی ندامت سے نہین اوٹھتا ہی سر
خم ہوا جاے کہین نہ مجہکو غم شمشیر کا

اشتیاق قتل مین قاتل ہوئی جاتے ہین ہم
ہی دم جان بخش عیسی ہمکو دم شمشیر کا

نزع کے کرب سے چہٹ جاوینگے تمہین ہو گا ثواب
کاٹنے مین رک نہ جانا ہی بہرم شمشیر کا

آبرو اوسکی ہو مقتل مین طہارت اوسکو ہو
خون سے میری اگر ہو جسم نم شمشیر کا

زندگی جاودان ہی آب حیوان سے مجھے
حلق مین اغیار کے پانی ہی سم شمشیر کا

گر ہنر کوئی کسی مین ہو تو ہوتا ہے عیان
ہی تن شمشیر سے جوہر رقم شمشیر کا

عشق ابرو مین گئی ہے عمر اپنی جوہری
ہر طرح سے کیون نہو مضمون رقم شمشیر کا

نقد جان بھی ہی بہائی کم سے کم شمشیر کا
ہو سکے کیا مول دینار و درم شمشیر کا

چلتے چلتے اوس کے چل جاتی ہی اک عالم پہ تیغ
چال مین اوسکے چلن ہی ہر قدم شمشیر کا

دیکھنے والے ہین ابروے صنم کی جنبشین
اپنے آنکھون مین سمائے کیا جسم شمشیر کا

سامنے رکھ لیتے ہین تصویر ابروی صنم
بیٹھتے ہین جبکہ لکھنے وصف ہم شمشیر کا

ہی یقینی اب سبکدوشی مجھے سر سے ملے
ہو گیا گردن پہ ہی قول و قسم شمشیر کا

یہہ مسیحا ہی وہ عزرائیل عاشق کے لئے
ملک ہستی ہی لبونکا اور عدم شمشیر کا

وہ اگر رک جائے بھی یہہ رکتی نہین تھمتی کہین
خوف ابرو کا فزون ہی اور کم شمشیر کا

جوہری تیغ زبان کے اپنے جوہر کیا کہین
ہند مین تو ہو گیا ہے بند دم شمشیر کا

لکھ چکا مضمون ہر اک ای قلم شمشیر کا
ہو ردیف اور قافیہ اب یکقلم شمشیر کا

گر رہائی ہو بدن سے تو بر آتے ہین
وصف مین داخل ہی سر کرنا قلم شمشیر کا

وصف مژگان لکھنے کو خامہ سنانکا چاہئے
واسطے ابرو کے زیبا ہی قلم شمشیر کا

ہی شہیدون مین سر دفتر مرا تحریر نام
تا ابد جاری رہے یارب قلم شمشیر کا

دل مین تھا لکھون سراپا یاد ابرو مین مگر
لکھ گیا مضمون قلم سے یک قلم شمشیر کا

یار پہنچائیگی ہمکو بھی اگر ہی سرنوشت
لوح پیشانی پہ چل جائے قلم شمشیر کا

آج بھرتی ہی شہیدونکی لکھینگے سیر انام
صفحۂ میدان ہی کاغذ اور قلم شمشیر کا

شاعرون کو اور شہونکو زیبا ہی جوہری

اونکو شمشیر قلم انکو قلم شمشیر کا

قطعه در تعریف سلح خانه دکن

ہی سلح خانہ دکن کا لائق وصف و ثنا
ہی عیان ایک ایک سے جسکی دم شمشیر کا

ایک شیشہ مین ہوی ہین بند پریان بیشمار
ہو شمار و وصف کیا مجھسے رقم شمشیر کا

لشکر اعدا کو پیغام اجل توپ و تفنگ
دشمنون کی جا نکالا دشمن ہی دم شمشیر کا

ہو شہنشاہ جہان محبوب علی شاہ دکن
شرق سے تا غرب سکہ جا ہی جم شمشیر کا

جسطرح پریان ہین فرمان سلیمانکی مطیع
ہو الٰہی اوسکے قبضہ مین شکم شمشیر کا

سر جھکائین آکے شاہان جہان درگاہ مین
سمجھین محراب عباد اوسکی خم شمشیر کا

ق

ہی خوشی مرنے کی ماتم کیا کرین
عید کو ماہ محرم کیا کرین

رام ہو وہ بت تو ہم رم کیا کرین
دیر اور کعبہ مین سر خم کیا کرین

التیام زخم قسمت مین نہین
خواہش تکلیف مرہم کیا کرین

قیمت دل ایک نگاہ لطف ہی
تم ہی کہدو اس سے بہی کم کیا کرین

ساتھ چھوڑا روح نے جب جسم کا
پہر عزیز و یار و ہمدم کیا کرین

آہ و نالے نے کیا محشر بپا
دیکھئے یہہ چشم پرنم کیا کرین

مجمع رنج و الم ہی ہجر مین
تجھسے ملکر اونکو برہم کیا کرین

اک تری خواہش ہین چھوڑی دو جہان
اس سے بھی دلکی ہوس کم کیا کرین